زَمْہریر

ازقلم عائشہ منیر

قسط نمبر:(1)

اسلامُ علیکم !

بازار آف ناولز پر آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ہمارے پلیٹ فارم کا مقصد قارئین تک اردو ادب کا بہترین مواد پہنچانا ہے۔بہترین ناولز کی پی۔ڈی۔ایف کے لیے ہماری ویب سائٹ ضرور وزٹ کریں۔

اگر آپ لکھاری ہیں اور بہترین مواد لکھتے ہیں،جو بے حیائی سے پاک اور عمدہ کونٹینٹ پر مبنی ہوتا ہے،لیکن آپ کے کام کو پذیرائی نہیں ملتی تو اپنا لکھا ہمیں ضرور بھیجیں۔بازار آف ناولز کو آپ جیسے لکھاریوں کی اشد ضرورت ہے۔آپ ہم تک دیے گئے پلیٹ فارمز کے ذریعے پہنچ سکتے ہیں۔

Website : www.baazarofnovels.com

Gmail : baazarofnovels@gmail.com

Instagram : @baazarofnovels

WhatsApp : +92 3158473374

"یہ ادبی تخلیق بازار آف ناولز کے کے لیے تحریر کی گئی ہے اور بازار آف ناولز کے لیے مخصوص ہے۔ مصنفہ کی تحریری اجازت کے بغیر اس ناول کی اشاعت، نقل یا کسی بھی صورت میں استعمال قانونی جرم تصور ہو گا۔"

انتساب!

یہ کہانی اُن تمام لوگوں کے نام جو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر خود کو اکیلا محسوس کرتے ہیں مگر پھر بھی ہمت کے ساتھ آگے بڑھتے رہتے ہیں۔ میں نے بھی زندگی کے کچھ راستے اکیلے طے کیے ہیں اسی لیے کچھ حد تک اُن کے احساسات مجھے محسوس ہوتے ہیں۔ یہ کہانی میری طرف سے اُن سب کے لیے ہے جو خاموشی سے اپنی جنگ لڑ رہے ہیں مشکل وقت میں ہمت نہیں ہارتے اور تنہائی کے باوجود جینا جانتے ہیں اگر آپ بھی ایسے ہی کسی سفر سے گزر رہے ہیں تو امید ہے کہ زَمہریر کے ان صفحات میں آپ کو اپنے سفر کا عکس محسوس ہو گا۔

اقتباس

”کچھ راز اندھیروں میں چھپے رہتے ہیں

اور کچھ اندھیرے اپنے اندر ایسے راز سمیٹے ہوتے ہیں جنہیں جان لینے کے بعد واپسی کا راستہ ناممکن ہوتا ہے۔“

انتباہ

یہ ایک تخیلاتی فینٹسی ناول ہے۔اس میں شامل تمام کردار، مقامات، واقعات اور مافوق الفطرت عناصر مصنف کے تخیل پر مبنی ہیں۔کسی حقیقی شخصیت، مقام یا واقعے سے مماثلت محض اتفاقی تصور کی جائے۔قارئین سے گزارش ہے کہ اس کہانی کو ایک تخیلاتی اور پراسرار فینٹسی دنیا کے تناظر میں پڑھیں۔

قسط اوّل

کہتے ہیں برف راز چھپانے میں بڑی ماہر ہوتی ہے مگر کچھ شہر ایسے ہوتے ہیں جو اپنے رازوں سمیت بھی انجان رہتے ہیں۔کچھ شہر نقشوں پر نہیں ملتے وہ صرف اُن لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں جنہیں تقدیر وہاں لے جائے۔زمہریر بھی ایسا ہی ایک شہر ہے۔برف میں لپٹا، خاموشی میں ڈوبا اور اپنے سینے میں ایک ایسی داستان چھپائے ہوئے جس کا ہر قدم ایک نئے راز کی طرف جاتا تھا۔

*________*________*

کمرے کی کھڑکی کے پردے آدھے کھلے ہوئے تھے۔صبح کی مدھم روشنی پردوں کے اطراف سے اندر فرش پر خاموشی سے بکھر رہی تھی۔کھڑکی کے پاس ایک کرسی معمولی سی ایک طرف سرکی ہوئی تھی جیسے کوئی ابھی چند لمحے پہلے ہی وہاں سے اٹھا ہو سائیڈ ٹیبل پر آدھا بھرا ہوا پانی کا گلاس رکھا تھا۔کمرے کی ہر شے سنجیدگی کی مکمل تصویر پیش کر رہی تھی بظاہر ہر چیز اپنی جگہ موجود تھی جیسے معمول کی روانی میں کوئی خلل آیا ہی نہ ہو۔بستر سلیقے سے درست حالت میں تھا۔کمرے کے عین وسط میں ایک شخص

بے حس و حرکت پڑا تھا۔اس کا جسم جیسے تمام قوت ہار چکا تھا مگر سینے کی مدھم جنبش اب بھی اس بات کا ثبوت تھی کہ زندگی نے مکمل طور پر اس کا ساتھ نہیں چھوڑا اس کی سانسیں ٹوٹ ٹوٹ کر چل رہی تھیں ہر سانس کے ساتھ ہونٹوں سے خون کے ننھے بلبلے ابھرتے ایک لمحے کے لیے ٹھہرتے اور پھر خاموشی سے پھٹ جاتے۔ چہرے کی اڑتی ہوئی رنگت پر خون کی سرخی اور بھی نمایاں دکھائی دے رہی تھی۔

آنکھیں پوری طرح کھلی تھیں ان میں زندگی کی آخری رمق تیزی سے مدھم پڑ رہی تھی۔آہستہ آہستہ آنکھوں کی سفیدی پر گہری سیاہی پھیلنے لگی جیسے کسی نامعلوم تاریکی نے اندر سے راستہ بنالیا ہو اور اب اس کی نگاہوں کو اپنے اندر نگلتی جارہی ہو۔اس نے بڑی مشقت سے ہاتھ آگے بڑھایا انگلیاں سرد فرش پر چند انچ سرکیں مگر اگلے ہی لمحے ہاتھ میں موجود آخری طاقت بھی جواب دے گئی انگلیاں ہلکے سے کانپیں پھر بے جان ہو کر فرش پر ڈھلک گئیں۔

ٹھک! ٹھک! دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ باہر کھڑا شخص چند لمحے انتظار کرتا رہا دوبارہ دستک دینے پر بھی اندر وہی گہری خاموشی موجود تھی۔کچھ لمحوں بعد دروازے کا ہینڈل آہستگی سے گھوما دھات کے ہلکے سے کھٹکے کی آواز سناٹے میں معمولی نمایاں ہوئی۔

چرررر! دروازہ آہستہ آہستہ کھلنے لگا اندر قدم رکھتے ہی وہ شخص اچانک رک گیا نگاہیں بے اختیار فرش پر پڑے وجود سے جا ٹکرائیں اور اگلے ہی لمحے چہرے سے سارا خون نچڑ گیا۔

وہ چند لمحوں تک دہلیز پر ساکت کھڑا رہا آخر کار اس نے ایک قدم آگے بڑھایا پھر دوسرا جتنا وہ قریب آتا گیا قدموں کی کپکپاہٹ اتنی ہی نمایاں ہوتی گئی۔اس کے ہونٹ ہلے مگر آواز حلق سے نہ نکلی سامنے کا منظر ناقابلِ یقین تھا۔پھر اچانک اس کے حلق سے ایک ایسی دل دہلا دینے والی چیخ نکلی جس نے کمرے کی خاموشی کے پرخچے اڑا دیے۔چیخ دیواروں سے ٹکراتی پورے گھر کی ساکت فضا میں پھیل گئی۔خوف کی ایک سرد لہر ہر طرف دوڑ گئی۔

باہر صبح اپنی معمول کی رفتار سے روشن ہو رہی تھی۔مگر اس کمرے کے اندر جیسے رات نے ہمیشہ کے لیے ڈیرہ ڈال لیا تھا۔

*_____*______*

رات کی خاموشی میں برف پوش وادیِ زمہریر سفید خواب کی مانند ساکت تھی۔دور تک پھیلے پہاڑوں پر برف کی دبیز تہہ چاندنی میں مدھم سی چمک رہی تھی جبکہ سرد ہوا کھڑکی کے شیشوں سے ٹکرا کر کمرے میں ایک عجیب سی سنسنی پیدا کر رہی تھی۔کمرے کی نیم تاریکی میں ایک نوجوان گہری نیند میں تھا مگر

اس کے چہرے پر سکون کا نام و نشان تک نہ تھا۔پیشانی پر پسینے کے ننھے قطرے نمودار تھے اور مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں جیسے بند آنکھوں کے اس پار نا قبلِ قبول منظر چل رہا ہو۔

اس کے سامنے برف سے ڈھکی ایک وادی پھیلی ہوئی تھی ہر طرف سفید خاموشی تھی مگر اس خاموشی کے بیچ ایک ایسا منظر موجود تھا جو کسی کی بھی دنیا بدل دینے کے لیے کافی تھا آٹھ سالہ بچہ برف پر گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنی ماں کے بے جان وجود کو دیکھ رہا تھا۔آنسو اس کے رخساروں پر مسلسل بہہ رہے تھے اور ننھے ہاتھ بار بار اس وجود کو ہلانے کی کوشش کر رہے تھے اس امید میں کہ کسی بھی لمحے وہ آنکھیں کھول دیں گی اور اسے اپنے سینے سے لگا لیں گی۔

"ماما۔۔۔پلیز اٹھیں۔"اس کی لرزتی ہوئی آواز برفیلے سکوت میں پھیل کر رہ گئی مگر سامنے کوئی حرکت نہ ہوئی بچے کی سسکیاں شدت اختیار کر گئیں گرتی ہوئی برف اس کے بالوں اور کپڑوں پر جمتی رہی لیکن اسے سردی کا احساس تک نہ تھا۔اس کی پوری دنیا اسی ایک بے جان وجود کے گرد رک گئی تھی اور وہ اپنی معصوم سی ضد کے ساتھ موت کو جھٹلانے کی کوشش کر رہا تھا۔کچھ فاصلے پر کھڑی عورت بھی یہ منظر دیکھ رہی تھی اس کی آنکھوں میں نمی تھی مگر وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھے ہوئے تھی۔وہ آہستہ آہستہ بچے کے قریب آکر گھٹنوں کے بل بیٹھی اور اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ لیا۔بچہ اس کے سینے سے لگتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔عورت نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا مگر اس کے پاس بھی اس معصوم بچے کے دکھ کا کوئی جواب نہیں تھا۔

''انسانوں نے ہم سے سب کچھ چھین لیا ہے''

قریب کھڑی دوسری عورت کی آواز میں برسوں کا غم اور کرب گھلا ہوا تھا۔

''اس معصوم نے تو کسی کا کچھ نہیں بگاڑا تھا پھر اسے یہ سب کیوں سہنا پڑا؟'' بچہ اس عورت کی بات سنتا رہا۔ آنسو اب بھی اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے مگر معصوم چہرے پر غم کے ساتھ ایک اور احساس جنم لے رہا تھا۔ ایسا احساس جو شاید اسی رات اس کے دل میں جگہ بنا کر ہمیشہ کے لیے اس کا حصہ بننے والا تھا۔ اس نے آنکھیں اٹھا کر عورتوں کی طرف دیکھا۔ رونے سے اس کی آواز لرز رہی تھی مگر لہجے میں اب غم سے زیادہ نفرت نمایاں تھی۔ ''مجھے انسانوں سے نفرت ہے!'' آواز پورے منظر میں گونجنے لگی۔ نوجوان کی آنکھیں جھٹکے سے کھل گئیں۔ وہ ہانپتے ہوئے بستر پر اٹھ بیٹھا چند لمحوں تک اس کی نگاہیں اندھیرے کمرے میں بھٹکتی رہیں جیسے جسم تو جاگ چکا ہو مگر ذہن ابھی تک اسی برف پوش وادی میں پھنسا ہو۔ اس نے گہری سانس لی اور پیشانی پر آئے پسینے کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا مگر خواب میں سنی ہوئی وہ آواز اب بھی اس کے کانوں میں صاف گونج رہی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں مگر منظر ایک بار پھر اس کی نگاہوں کے سامنے آگیا بچے کی سسکیاں، اس کی ماں کا بے جان وجود، گرتی ہوئی برف اور وہ آواز ''مجھے انسانوں سے نفرت ہے!'' اس کی مٹھیاں آہستہ آہستہ بھنچ گئیں۔ برسوں گزر جانے کے باوجود بھی وہ منظر اس کے اندر زندہ تھا۔ نفرت ہمیشہ دشمنی سے پیدا نہیں ہوتی بعض اوقات وہ ان زخموں سے جنم لیتی ہے جو وقت کے ساتھ بھرنے کے بجائے انسان کے اندر مزید گہرے ہوتے چلے

جاتے ہیں۔اور انسان کی آنکھوں کے سامنے سے اگر اس کی قیمتی شے چھین لی جائے تو پوری زندگی اس کی تکلیف ہوتی رہتی ہے۔

----------*

وادیِ زمہریر پر شام بہت پہلے اتر چکی تھی۔ برف سے ڈھکی بلند و بالا پہاڑیوں کے درمیان آباد یہ وادی دنیا کے نقشے پر ایک ایسی جگہ تھی جہاں پہنچنے کا راستہ تو موجود تھا مگر یہاں سے واپس لوٹ آنے والوں کی کہانیاں ہمیشہ ادھوری رہ جاتیں تھیں۔ دور تک پھیلی سفید زمین پر سیاہ پتھروں سے بنی عمارتیں خاموش کھڑی تھیں۔ ان کے نوکیلے مینار برفانی دھند کو چیرتے ہوئے آسمان کی طرف بلند تھے جبکہ کھڑکیوں سے جھانکتی مدھم زرد روشنیاں اس سرد وادی میں زندگی کی واحد علامت محسوس ہوتی تھیں۔ وادی کے عین وسط میں ایک عظیم الشان عمارت کھڑی تھی دوسری تمام عمارتوں سے بلند، وسیع اور خاموش سیاہ پتھروں سے تعمیر کی گئی عمارت کے مرکزی دروازے پر برف کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی مگر اس کے اوپر کندہ عجیب نشان اب بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صدیوں سے وادیِ زمہریر کے لوگ اس نشان کو اپنا محافظ مانتے آئے تھے۔ عمارت کی سب سے اوپری منزل پر موجود وسیع آفس میں غیر معمولی خاموشی

چھائی ہوئی تھی۔دیواروں پر مدھم زرد روشنیاں محسوس ہو رہی تھیں جبکہ باہر برفانی طوفان مسلسل بلند شیشوں سے ٹکرا رہا تھا۔کمرے کے عین وسط میں رکھی بھاری سیاہ ٹیبل پر بے شمار فائلیں بکھری ہوئی تھیں جن کے پیچھے ایک عمر رسیدہ شخص خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ان کے چہرے پر عمر کی گہری لکیریں نمایاں تھیں اور سفید بال ماتھے کے دونوں اطراف بکھرے ہوئے تھے۔ایک ہاتھ میں قلم تھا جو وقفے وقفے سے کاغذ پر چلتا اور پھر رک جاتا جبکہ دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں دبا سگار ہلکا ہلکا سلگ رہا تھا۔دھویں کی باریک لکیر ان کے چہرے کے سامنے سے گزرتی اور سرد ہوا میں تحلیل ہو جاتی تھی۔وہ اپنے کام میں اس قدر محو تھے کہ باہر اٹھنے والا طوفان بھی ان کی توجہ نہیں کھینچ پا رہا تھا۔فائل کا ایک صفحہ پلٹتے ہوئے اچانک ان کی نگاہ ایک نام پر ٹھہر گئی چند لمحوں تک وہ اسی نام کو دیکھتے رہے پھر سگار کا ایک گہرا کش لیا اور فائل دوبارہ اپنی طرف کھینچ لی تھی۔اچانک ہاتھ میں موجود قلم رک گیا۔کمرے کی فضا میں جیسے ایک ہی لمحے میں کوئی ان دیکھی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی ایسی تبدیلی جس نے چند لمحوں پہلے تک معمول کے مطابق چلنے والی خاموشی کو اچانک بوجھل اور غیر مانوس بنا دیا تھا۔انہوں نے آہستہ سے سر اٹھایا اور اپنی نظریں پورے کمرے میں گھمائیں مگر مدھم روشنی میں انہیں کچھ بھی غیر معمولی دکھائی نہیں دیا۔کمرے میں صرف خاموش دیواریں میز پر رکھی چند اشیا اور شیشوں سے ٹکراتی برف کی ہلکی ہلکی آواز موجود تھی پھر بھی انہیں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس خاموشی کے پیچھے کوئی اور آواز چھپی ہوئی ہو۔چند لمحوں تک وہ اسی احساس کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہے پھر ان کی نظر کمرے کے اس تاریک

کونے پر جا ٹھہری جہاں مدھم روشنی بھی پوری طرح نہیں پہنچ رہی تھی۔ اچانک اسی گھنے اندھیرے کے اندر دو سرخ آنکھیں روشن ہو گئیں۔ وہ آنکھیں تاریکی میں جلتے ہوئے انگاروں کی مانند تھیں۔ وہ چند لمحوں تک بالکل ساکت رہے نہ ان میں کوئی حرکت ہوئی اور نہ ہی پلک جھپکی مگر ان کی نگاہیں براہِ راست انہی آنکھوں پر جمی ہوئی تھیں۔ ان کے چہرے پر یکدم خوف کے آثار نمایاں ہو گئے اور انگلیاں بے اختیار قلم کے گرد سختی سے لپٹ گئیں۔ ان سرخ آنکھوں کے گرد پھیلا ہوا سیاہ دھواں آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگا۔ ابتدا میں وہ صرف زمین کے قریب ہلکی سی جنبش کرتا دکھائی دیا مگر چند ہی لمحوں میں اس کی تہیں ایک دوسرے میں لپٹنے لگیں اور وہ دھواں پہلے سے زیادہ گھنا اور گہرا ہوتا چلا گیا۔ تاریکی خود کسی شکل میں ڈھل رہی تھی اور اس کے اندر چھپا وجود آہستہ آہستہ بیدار ہو رہا تھا۔ دھواں فرش سے بلند ہونے لگا اور اس کے درمیان ایک بے شکل وجود ابھر آیا۔ جس کا کوئی چہرہ نہیں تھا آنکھوں کے علاوہ کوئی واضح خدوخال دکھائی نہیں دے رہے تھے اور نہ ہی جسم انسانی شکل سے مشابہ تھا۔ وہ صرف سیاہ دھویں سے بنا ایک بے ترتیب سایہ تھا جو ہوا میں تیرتا ہوا آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے ہر لمحے قریب آنے کے ساتھ کمرے کی فضا مزید سرد اور بوجھل ہوتی جا رہی تھی۔ ان کی انگلیاں بے اختیار کرسی کے بازو پر جم گئیں اور سانس ایک لمحے کے لیے حلق میں اٹک گئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھنا چاہتے تھے مگر سامنے موجود اس غیر فطری وجود کی دہشت نے ان کے جسم کو مفلوج کر دیا تھا۔ سایہ چند لمحوں تک ان کے سامنے معلق رہا پھر آہستہ آہستہ نیچے جھکا اور خاموشی سے ان کے عین سامنے آکر

ٹھہر گیا۔انہوں نے کرسی کے بازو کو مزید مضبوطی سے تھاما اور خود کو سنبھالتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی مگر جیسے ہی ان کا جسم کرسی سے اوپر اٹھنے کو ہوا ٹانگوں میں اچانک شدید کپکپاہٹ دوڑی کہ وہ اپنا وزن سنبھال نہ سکے۔ان کے گھٹنے جواب دے گئے اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے دوبارہ کرسی پر جا گرے نظریں سامنے موجود ان سرخ آنکھوں سے ایک لمحے کے لیے بھی نہ ہٹ سکیں۔وہ آنکھیں اب پہلے سے کہیں زیادہ قریب تھیں اور ان کی سرخی تاریک کمرے میں مزید خوفناک دکھائی دے رہی تھی۔سایہ چند لمحوں تک ان کے سامنے معلق رہا پھر آہستہ آہستہ نیچے جھکا اور خاموشی سے ان کے عین سامنے آکر ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس کی سرخ آنکھیں ان کے چہرے کے بالکل قریب آ گئیں۔پھر اس بے شکل وجود کے اندر سے ایک بھاری اور دبی ہوئی آواز ابھری جس میں موجود سرد دھمکی سے کمرے کی خاموشی بھی سہم گئی

"تمہیں کیا لگا ہم واپس نہیں آئیں گے؟" ان کی سانس بے اختیار پھر حلق میں اٹک گئی۔سیاہ دھواں فرش سے اٹھ کر ان کی کرسی کے گرد پھیلنے لگا اور چند ہی لمحوں میں اس نے ان کے قدموں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

وہ پیچھے ہٹنا چاہتے تھے پشت پہلے ہی کرسی سے لگی ہوئی تھی ان کے پاس بھاگنے کے لیے کوئی راستہ باقی نہیں بچا تھا۔انہوں نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی مگر اس مرتبہ ان کے گھٹنے مکمل طور پر جواب

دے گئے اور جسم دوبارہ کرسی میں دھنس گیا۔ سایہ مزید قریب آگیا۔ ان کے گرد لپٹا ہوا دھواں مسلسل حرکت کر رہا تھا اور سرخ آنکھیں ایسی بے رحم سرد مہری سے انہیں گھور رہی تھیں

"جو بھی ہمارے راستے میں آئے گا۔۔۔" ایک لمحے کے لیے پورے کمرے میں خاموشی چھا گئی کہ باہر گرتی برف کی آواز بھی صاف سنائی دینے لگی۔ پھر سرخ آنکھیں دوبارہ ان کے چہرے کے قریب جھکیں اور سائے کے اندر سے وہی سرد آواز ابھری۔ "ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔"

ان کی مٹھیاں بے اختیار بھینچ گئیں۔ خوف اب بھی ان کے پورے وجود پر غالب تھا سانسیں بے ترتیب ہو چکی تھیں اور دل سینے میں تیزی سے دھڑک رہا تھا مگر خوف کے پیچھے اب آنکھوں میں غصے کی مدھم سی چمک بھی ابھر آئی تھی۔ انہوں نے اپنی لرزتی ہوئی آواز پر بمشکل قابو پاتے ہوئے کہا

"ت تمہیں ں س یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

سائے کے اندر ایک مدھم سی ہنسی گونجی۔ وہ ہنسی اتنی سرد اور غیر فطری تھی کہ ان کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔ سایہ مزید ان کی طرف جھکا اور دھیمی مگر زہریلی آواز میں بولا،

"تمہیں اب بھی لگتا ہے۔۔۔ کہ تم ہمیں روک سکتے ہو؟"

ان کے ہونٹ کھلے جیسے وہ کوئی جواب دینا چاہتے ہوں مگر خوف نے ان کی آواز چھین لی سائے کی سرخ آنکھیں تیزی سے دہک اٹھیں اور ان کے چہرے پر سرخی پھیل گئی۔

"ایک ایک کو ختم کردیں گے۔" اگلے ہی لمحے سرخ آنکھیں بجھ گئیں اور وہ بے شکل وجود جھٹکے سے بکھرنے لگا۔ دھویں کے سیاہ ذرات چند لمحوں تک ہوا میں بے ترتیبی سے گھومتے آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگے کچھ دھواں فرش پر رینگتا ہوا کمرے کے کونوں کی طرف بڑھا جبکہ باقی دھند کی طرح دیواروں کے سائے میں جذب ہوتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہاں کچھ بھی باقی نہیں رہا جیسے وہ خوفناک وجود کبھی اس کمرے میں آیا ہی نہ ہو۔ کمرے میں دوبارہ مدھم روشنی پھیل گئی مگر اس بار وہ روشنی بھی پہلے جیسی مانوس محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ وہ چند لمحوں تک کرسی پر بے حرکت بیٹھے رہے اور نظریں اسی خالی جگہ پر جمی رہیں جہاں کچھ دیر پہلے وہ سایہ موجود تھا ان کی انگلیوں کے درمیان دبا ہوا سگار کب کا بجھ چکا تھا۔ وہ اس قدر خوف اور صدمے میں ڈوبے ہوئے تھے کہ انہیں اس کا احساس تک نہیں ہوا تھا۔

دروازہ زور سے کھلا اور چار گارڈز ہتھیار سنبھالے فوراً اندر داخل ہوئے۔ "چیف آپ ٹھیک ہیں؟" وہ چند لمحوں تک خاموش رہے۔ پھر آہستہ سے کرسی کے بازو پر جکڑی اپنی انگلیاں ڈھیلی کیں اور کانپتی ہوئی انگلیاں میز پر رکھ دیں۔ ان کے عمر رسیدہ چہرے پر خوف کی کوئی علامت باقی نہیں رہی تھی۔ صرف سختی رہ گئی تھی جو برسوں سے ان کی شخصیت کا حصہ تھی۔ انہوں نے ایک گہری سانس لی اور اپنے لہجے کو معمول پر لاتے ہوئے پر سکون حکم دینے والے انداز میں کہا "پوری وادیِ زمہریر میں ہائی الرٹ نافذ کردو ہر داخلی اور خارجی راستے کی نگرانی بڑھا دو وادی میں ہونے والی ہر مشکوک سرگرمی کی اطلاع فوراً مجھے دی جائے کسی بھی غیر معمولی حرکت کو نظرانداز نہ کیا جائے۔"

''یس چیف!'' گارڈز ایک ساتھ سر ہلاتے ہوئے پلٹ گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ دوبارہ بند ہو گیا اور کمرے میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔

وہ کچھ دیر تک اسی خالی جگہ کو دیکھتے رہے جہاں کچھ لمحے پہلے وہ سایہ موجود تھا۔ ان کے چہرے پر اب بھی کوئی خوف نہیں تھا مگر ذہن میں وہ بھاری آواز بار بار گونج رہی تھی۔

''ہم واپس آ گئے ہیں'' انہوں نے آہستہ سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔ برسوں سے دفن پرانا خوف دوبارہ جاگ اٹھا تھا۔

برسوں بعد وہ واپس آ چکے تھے اور اس بار شاید زمہریر پہلے جیسا محفوظ نہیں رہنے والا تھا وقت بہت کچھ دفن کر دیتا ہے مگر کچھ راز خاموشی میں بھی زندہ رہتے ہیں انہیں مٹایا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ ایک دن اپنی حقیقت خود ظاہر کر دیتے ہیں۔

*______*_______*

شام کی سرمئی چادر آہستہ آہستہ ایسٹونیا کی برف پوش وادیوں پر اتر رہی تھی۔ سردیوں کا موسم اپنے پورے جلال کے ساتھ زمین پر راج کر رہا تھا۔ دسمبر کا مہینہ تھا۔ سورج چند ہی گھنٹوں کے لیے آسمان پر

نمودار ہوتا اور سہ پہر تین بجتے ہی افق کے پیچھے ڈوب جاتا۔ چار بجتے نہ بجتے رات کی سیاہ چادر پورے ملک کو اپنی آغوش میں لے لیتی گویا دن نے ابھی آنکھ کھولی ہی تھی کہ شام نے اسے خاموشی سے رخصت کر دیا۔ برف کے نرم چمکتے ہوئے گالے آسمان سے مسلسل اتر رہے تھے۔ ہر درخت سفید چادر اوڑھے خاموش کھڑا تھا جبکہ صنوبر کے گھنے جنگلوں میں چلنے والی یخ بستہ ہوا سیٹی کی آواز پیدا کر رہی تھی۔ سانس منہ سے نکلتی تو دھند بن کر فضا میں تحلیل ہو جاتی۔ درجۂ حرارت منفی دس سے منفی بیس ڈگری سینٹی گریڈ کے درمیان جھول رہا تھا۔ ایسی کاٹ دار سردی تھی کہ دستانے پہنے ہونے کے باوجود انگلیاں سن ہونے لگتیں اور کھلے چہرے سے ٹکراتی ہوا سوئیوں کی مانند چبھتی محسوس ہوتی۔ دور کہیں برف سے ڈھکی قدیم پتھریلی عمارتوں کی کھڑکیوں سے زرد روشنی جھانک رہی تھی۔ ان مدھم روشنیوں کے باوجود فضا میں ایک پراسرار خاموشی بسی ہوئی تھی اسی خاموشی کے بیچ برف سے ڈھکے جنگل کی گہرائیوں سے ایک ایسی آواز ابھری جس نے یخ بستہ فضا کو بھی لرزا دیا۔ اپارٹمنٹ کی کھڑکی کے شیشوں پر برف کی باریک تہہ جم چکی تھی۔ باہر شام کی دھند آہستہ آہستہ رات میں ڈھل رہی تھی جبکہ برفانی ہوا عمارت کے گرد مسلسل سنسنا رہی تھی۔ کھڑکی کے باہر سیاہ رنگ کی لمبی ایس یو ویز ایک قطار میں کھڑی تھیں۔ ان کی ہیڈ لائٹس گرتی ہوئی برف کے سفید گالوں کو چیرتی ہوئی چمک رہی تھیں۔ گاڑیوں کے اطراف سیاہ جیکٹس میں ملبوس سیکیورٹی گارڈز خاموشی سے اپنی اپنی جگہ سنبھالے کھڑے تھے۔ کانوں میں لگے کمیونیکیشن ایئر پیسز اور مسلسل اطراف کا جائزہ لیتی نظریں اس بات کا واضح اشارہ

تھیں کہ یہ کوئی معمول کی آمد نہیں تھی۔ عمارت کے مرکزی دروازے کے دونوں جانب بھی دو گارڈز تعینات تھے جبکہ ایک گارڈ بار بار اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ رہا تھا جیسے انتظار کی آخری حد قریب آچکی ہو۔ اپارٹمنٹ کے ایک کمرے میں زرد بلب کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ تقریباً اکیس برس کی لڑکی کھلے ہوئے سوٹ کیس کے سامنے بیٹھی اپنی آخری چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ اس کے پرل کلر ہئیر ڈھیلی چوٹی میں بندھے ہوئے تھے جن پر پڑتی روشنی انہیں کبھی موتی جیسا سفید اور کبھی ہلکی چاندی جیسا دکھا رہی تھی۔ اس نے آخری چیز بھی سوٹ کیس میں رکھی اور چند لمحوں کے لیے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر نظر میز پر رکھے فریم پر جا ٹھہری۔ تصویر میں ایک مسکراتا ہوا مرد اس کے پہلو میں خوش لباس عورت اور ان دونوں کے درمیان ایک ننھی سی بچی کھڑی تھی جو اپنے والدین کے ہاتھ تھامے بے فکری سے مسکرا رہی تھی۔ لڑکی نے آہستگی سے فریم اٹھایا آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ اس کی آنکھیں قوسِ قزح کے رنگوں جیسی تھیں جن میں سنہری، ہیزل اور گہرے سبز رنگ اس طرح گھلے ہوئے تھے کہ روشنی کے ساتھ ان کا تاثر بھی بدلتا محسوس ہوتا تھا۔ اس نے تصویر پر انگلی پھیری۔ ''ڈیڈ۔۔۔'' آواز بمشکل اس کے لبوں سے نکلی۔ ''کاش! آج آپ یہاں ہوتے۔'' چند لمحوں تک وہ تصویر کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی رہی۔ پھر فریم سوٹ کیس کی پہلی زِپ والے حصے میں رکھا اور آہستگی سے زِپ بند کر دی۔ یہ اس کی گزری ہوئی خوبصورت زندگی کی آخری نشانی تھی جو اب اس کے پاس باقی تھی۔ اسی لمحے۔۔۔ ٹھک ٹھک! دروازے پر ہونے والی دستک نے کمرے کی خاموشی چیر دی۔ چند سیکنڈ

گزرے تو دروازے کے دوسری طرف سے ایک بھاری مگر مہذب آواز سنائی دی۔ ''مس اسکارلٹ ایڈریسن وقت ختم ہو چکا ہے۔'' اس شخص نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا پھر پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں بولا ''اگر آپ مزید تاخیر کریں گی تو ہمیں حکم کے مطابق آپ کو زبردستی اپنے ساتھ لے جانا پڑے گا۔'' کمرے میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ اسکارلٹ نے آہستگی سے آنکھیں بند کیں۔ اس کی انگلیاں گلے میں موجود نیلے پینڈنٹ پر مضبوطی سے جم گئیں وہ اپنے اندر کے خوف کو قابو کر رہی تھی چند لمحوں بعد اس نے گہری سانس لی سوٹ کیس کا ہینڈل تھاما اور آہستہ آہستہ اپارٹمنٹ کے دروازے کی جانب بڑھ گئی اسے معلوم تھا اس دروازے کے دوسری جانب اس کی زندگی کا وہ باب موجود تھا جس سے بھاگنے کا اختیار اب اس کے پاس نہیں رہا تھا۔ اپارٹمنٹ کا دروازہ آہستگی سے کھلا۔ اسکارلٹ نے سوٹ کیس کا ہینڈل مضبوطی سے تھاما اور دہلیز سے باہر قدم رکھ دیا۔ باہر موجود دونوں گارڈز فوراً ایک طرف ہو گئے۔ اسکارلٹ نے کسی کی طرف نہیں دیکھا وہ خاموشی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ باہر برف اب پہلے سے زیادہ تیزی سے گر رہی تھی۔ سیاہ ایس یو ویز کی روشنیاں برفانی رات کے دھندلکے کو چیرتی ہوئی اس کے سامنے ایک ایسے راستے کو روشن کر رہی تھیں جو اسے ایک ایسی دنیا کی طرف لے جا رہا تھا جس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔ اسکارلٹ چند قدم آگے بڑھی سوٹ کیس گاڑی کے قریب کھڑے گارڈ کے حوالے کیا اور خاموشی سے پچھلی نشست پر جا بیٹھی گاڑی کے اندر پہلے ہی ایک خاتون موجود تھیں۔ وہ اسکارلٹ کے ساتھ پچھلی نشست پر بیٹھی تھیں عمر میں وہ اسکارلٹ سے خاصی

بڑی تھیں مگران کی شخصیت میں ایک ایسی باوقار کشش تھی جو پہلی ہی نظر میں توجہ اپنی جانب کھینچ لیتی۔گہرے رنگ کا نفیس کوٹ، سلیقے سے سنورے ہوئے بال اور چہرے پر ٹھہرا ہوا اطمینان ان کے مرتبے اور سنجیدہ مزاج کی گواہی دے رہا تھا۔ان کے چہرے پر نرمی تھی مگر آنکھوں کی گہرائی میں ایسی سنجیدگی پوشیدہ تھی وہ ساتھ بیٹھی اس لڑکی کے بارے میں اس سے کہیں زیادہ جانتی تھیں جتنا اسکارلٹ خود اپنے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔انجن کی مدھم گونج کے ساتھ گاڑی آہستہ آہستہ اپارٹمنٹ کے سامنے سے روانہ ہوئی۔اسکارلٹ نے کھڑکی کی جانب رخ کیا۔باہر برف خاموشی سے گرتی رہی اور گاڑی کے بند دروازوں کے اندر اسکارلٹ اپنی زندگی کے ایک ایسے سفر پر روانہ ہو چکی تھی جس کی منزل اور انجام دونوں اس کی نگاہ سے اوجھل تھے۔ایسٹونیا کی سرد شام اب دھیرے دھیرے رات میں ڈھل رہی تھی۔برف سے ڈھکی سڑکیں، زرد اسٹریٹ لائٹس اور خاموش عمارتیں ایک ایک کر کے پیچھے چھوٹتی جا رہی تھیں۔اس نے ایک نظر ساتھ موجود خاتون کو دیکھا خاتون کی نگاہ بھی اسی لمحے اس سے ملی ان آنکھوں میں گہری شناسائی تھی جسے اسکارلٹ سمجھ نہ سکی۔چند لمحوں تک وہ خاموشی سے اسکارلٹ کو دیکھتی رہیں۔ان کی نگاہیں اسکارلٹ کے پرل رنگ بالوں پر ٹھہریں پھر آہستہ سے اس کی آنکھوں تک آئیں۔ان کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ ابھری۔وہ مسکراہٹ اجنبی نہیں تھی یوں جیسے برسوں کی مسافت کے بعد کوئی بہت اپنا دوبارہ سامنے آ کھڑا ہوا ہو۔”وقت واقعی بہت جلدی گزر جاتا ہے۔“

اسکارلٹ خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔ خاتون نے اپنی پشت نشست سے ٹکائی اور دھیرے سے ایک گہری سانس لی۔ ""کل تم ایک چھوٹی سی معصوم بچی تھیں۔۔۔"" ان کے لہجے میں اپنائیت تھی جس نے اسکارلٹ کے دل میں انجانی سی الجھن پیدا کر دی۔ وہ لمحہ بھر ٹھہریں پھر اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ ""۔۔۔اور آج دیکھو کتنی بڑی ہو گئی ہو۔"" اسکارلٹ کی بھنویں ہلکی سی سکڑیں۔ ""آپ مجھے جانتی ہیں؟"" سوال میں حیرت بھی تھی اور احتیاط بھی۔ خاتون کے لبوں پر مسکراہٹ ذرا گہری ہوئی۔ ""جانتی ہوں؟"" انہوں نے مدھم لہجے میں اس کے الفاظ دہرائے اور ہلکے سے سر ہلایا۔ ""میں نے تمہیں اس وقت دیکھا تھا جب تم اتنی سی تھیں۔"" انہوں نے انگلیوں کے اشارے سے بہت معمولی سا فاصلہ ظاہر کیا۔ ""تب تم ہر وقت اپنے ڈیڈ کے پیچھے چھپی رہتی تھیں۔"" اسکارلٹ کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرت ابھری۔ اسے اپنی زندگی کا وہ زمانہ دھندلی تصویروں کی طرح یاد تھا۔ کچھ چہرے، کچھ آوازیں اور بہت سی ایسی باتیں جنہیں وقت اپنے ساتھ کہیں دور لے گیا تھا۔ خاتون نے چند لمحے اسے دیکھا پھر نرم لہجے میں بولیں ""تم بالکل اپنے ڈیڈ کی طرح ہو۔"" اسکارلٹ کے چہرے پر ٹھہری سنجیدگی ایک لمحے کو ڈھیلی پڑ گئی۔

""بالکل انہی جیسی لگتی ہو۔"" اس جملے نے جیسے کسی چھپی ہوئی یاد کو چھو لیا۔ اس کی آنکھوں میں نمی کی ایک ہلکی سی تہہ ابھری مگر اس نے فوراً چہرہ دوسری جانب موڑ لیا اور کھڑکی کے پار پھیلی سفید دنیا کو دیکھنے لگی۔ خاتون نے اس معمولی سے ردِ عمل کو بھی محسوس کر لیا مگر کچھ کہا نہیں۔ ان کے انداز میں

عجیب ساضبط تھاوہ جانتی تھیں کہ بعض سوالوں کے جواب الفاظ سے نہیں بلکہ خاموشی سے دیے جاتے ہیں۔چند لمحے پھر خاموشی میں گزر گئے اسی دوران خاتون کی نگاہ اسکارلٹ پر پڑی۔ جس کا ہاتھ آہستگی سے اٹھااور گلے میں پڑے لاکٹ کے پینڈنٹ پر جا ٹھہرا۔انگلیاں بے اختیار اس کی ہموار سطح پر پھسلیں پھر نرمی سے اسے چھونے لگیں جیسے کسی گہری یاد کے سرے کو تھامنے کی کوشش کر رہی ہوں۔خاتون کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے عجیب سی چمک ابھری مگر اسکارلٹ اس سے بے خبر رہی۔

"تم نے اسے اب تک سنبھال کرر کھا ہے۔"اسکارلٹ کی انگلیاں لاکٹ پر ٹھہر گئیں۔اس نے پینڈنٹ کو مضبوطی سے تھام لیا۔"آپ اس کے بارے میں بھی جانتی ہیں؟"خاتون نے براہِ راست جواب دینے کے بجائے ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔"کچھ چیزوں کے بارے میں جاننا ضروری ہوتا ہے اسکارلٹ!"اسکارلٹ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ خاتون نے اچانک کچھ یاد آنے پر کہا۔

"اوہ میں اپنا تعارف کروانا بھول گئی میرا نام گریس ایلن ہے۔"

اسکارلٹ نے ایک لمحے کے لیے ان کے چہرے کو دیکھا۔"گریس۔۔۔"نام بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا۔گریس نے ہلکا سا سر ہلایا اور مسکراتے ہوئے کہا"اگر چاہو تو مجھے آنٹ گریس کہہ سکتی ہو۔" اسکارلٹ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔"آنٹ گریس۔۔۔"اس نے انگلیوں کی پوریں شیشے پر رکھتے سرگوشی کی کچھ ہی دیر میں شہر کا مرکزی حصہ پیچھے رہ گیا اور گاڑی نسبتاً سنسان سڑکوں پر آگئی۔ عمارتیں کم ہونے لگیں۔اسٹریٹ لائٹس کے درمیان فاصلہ بڑھتا گیا۔اسکارلٹ نے ایک بار پھر ساتھ

بیٹھی گریس کی طرف دیکھا۔ وہ بدستور پُر سکون تھیں جیسے اس رات کے ہر موڑ، ہر راستے اور ہر منزل سے پہلے ہی واقف ہوں۔ اسکارلٹ نے دل ہی دل میں سوچا آخر وہ اسے کہاں لے جا رہی تھیں اور گریس کو اس کے ڈیڈ کے بارے میں اتنا کچھ کیسے معلوم تھا؟ گاڑی برف سے ڈھکے راستوں پر آگے بڑھتی رہی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دنیا آہستہ آہستہ اپنے تمام رنگ پیچھے چھوڑتی جا رہی ہو۔ دور دور تک سفید برف پھیلی تھی، بلند و بالا درخت خاموش پہرے داروں کی مانند کھڑے تھے اور ایسی گہری خاموشی ہر سمت چھائی ہوئی تھی کہ گاڑی کے انجن کی مدھم گونج بھی غیر معمولی محسوس ہوتی۔ کچھ دیر بعد سامنے ایک بلند و بالا پتھریلی دیوار نمودار ہوئی۔ وہ اتنی وسیع تھی کہ اس کے دونوں سرے نگاہ کی حد سے باہر تھے جبکہ اس کی بلند سطح برفانی دھند میں کہیں جا کر گم ہو رہی تھی۔ دور سے دیکھنے پر وہ کسی قدیم قلعے کی فصیل معلوم ہوتی تھی مگر اس کی ساخت میں کچھ ایسا غیر معمولی تھا جس نے اسکارلٹ کی توجہ فوراً اپنی جانب کھینچ لی۔ گاڑی دیوار کے قریب پہنچ کر آہستہ ہوئی اور کچھ فاصلے پر جا کر رک گئی۔ انجن چلتا رہا مگر گاڑی آگے نہ بڑھی ایک منٹ گزرا۔۔۔ پھر دوسرا۔۔۔ پانچ منٹ گزرے اور پھر دس بھی۔۔۔ مگر سامنے کھڑی دیوار میں کسی قسم کی حرکت دکھائی نہ دی۔ پندرہ منٹ ہونے پر اسکارلٹ نے بے چینی سے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی۔ پھر اس کی نگاہ کھڑکی کے باہر جا ٹھہری۔ چند لمحے دیوار کو دیکھتی رہی، پھر ساتھ بیٹھی گریس کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس کے چہرے پر اب صاف لکھا تھا کہ وہ جاننا چاہتی تھی آخر وہ لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ مگر گریس کے انداز میں ذرا بھر

بے چینی نہ تھی۔وہ اطمینان سے موبائل کی اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھی تھیں۔ان کی انگلیاں تیزی سے اسکرین پر چل رہی تھیں جیسے اس جگہ رکنااور اس طرح انتظار کرنا معمول کی بات ہو۔گاڑی میں موجود گارڈ اس کے بالکل برعکس تھا۔وہ سیدھا بیٹھا مسلسل سامنے دیکھ رہا تھا۔چہرے پر سنجیدگی تھی جس سے کچھ بھی اندازہ لگایا مشکل تھا۔اس کے کان میں لگا کمیونیکیشن ایئرپیس وقفے وقفے سے مدھم نیلی روشنی سے روشن ہو جاتا۔وہ ہر بار چند لمحوں تک خاموشی سے اسے سنتا پھر اسی طرح سامنے دیکھنے لگتا۔ڈرائیور بھی اپنی نشست پر خاموش بیٹھا تھا۔اسکارلٹ نے ایک مرتبہ پھر دیوار کی طرف دیکھا۔ بے چینی آہستہ آہستہ اس کے اندر جگہ بنا رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ایسی جگہ جہاں دور دور تک کسی انسان کے وجود کا نشان تک دکھائی نہیں دیتا وہاں یہ گاڑی پندرہ منٹ سے بند دیوار کے سامنے کیوں کھڑی تھی۔وہ گریس سے سوال کرنے ہی والی تھی کہ اچانک باہر سے ایک عجیب سی آواز ابھری۔

"شووووووو۔۔۔"آواز اتنی مدھم تھی کہ پہلی ساعت میں اسے ہوا کی ہلکی سی سرسراہٹ سمجھا جا سکتا تھا مگر اگلے ہی لمحے اسکارلٹ کی نظریں بے اختیار باہر کی جانب اٹھ گئیں۔

تاروں بھرے آسمان پر چاند اس مقام پر آپہنچا تھا جہاں رات کی تاریکی اپنی گہری خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی۔نہ وہ افق کے قریب تھا،نہ کسی سمت ڈھلتا ہوا آسمان کے عین درمیان اس کی سرد سفید روشنی خاموشی سے پھیل رہی تھی۔چاند کے گرد تیرتے بادل آہستہ آہستہ ایک طرف سرکنے لگے۔ان کے پیچھے چھپی چاندنی کو جیسے راستہ مل گیا۔بادل ہٹتے ہی چاند کی سفید روشنی دھیرے دھیرے زمین پر پھیلنے

لگی،تاریک سطحوں کو اپنی ہلکی سی چمک میں ڈبوتی ہوئی۔وہی روشنی آہستہ آہستہ پتھریلی دیوار تک پہنچی اور اس کی سطح پر سرکتی ہوئی اس پتھر تک جا پہنچی۔چاندنی پہلے پتھر کے ایک کنارے پر ٹھہری پھر دھیرے دھیرے اس کی پوری سطح پر پھیل گئی۔چند ہی لمحوں میں وہ پتھر سرد، سفید روشنی میں مکمل طور پر روشن ہو چکا تھا۔اور اسی لمحے پتھر کی سطح پر ایک ہلکی سی لرزش پیدا ہوئی۔اسکارلٹ نے حیرت سے سانس روک لی۔پھر ایک ناقابلِ یقین منظر اس کی آنکھوں کے سامنے نمودار ہوا۔پتھروں کی سخت سطح آہستہ آہستہ شفاف ہونے لگی۔چند ہی لمحوں میں پوری دیوار کی سطح ایسے متحرک ہو گئی جیسے پتھر نہیں بلکہ پانی کی لہریں ہو۔نیلی اور سفید روشنی کی باریک لہریں اس شفاف سطح کے اندر مسلسل حرکت کر رہی تھیں اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ وہ دیوار ایک ایسی پراسرار سرحد میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی جس کے دوسری طرف کیا تھا اس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا اسکارلٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔گاڑی آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔اسکارلٹ کا دل تیزی سے دھڑکا کیونکہ گاڑی کا اگلا حصہ اسی دیوار کی جانب بڑھ رہا تھا گاڑی کا اگلا حصہ اس شفاف سطح میں داخل ہو گیا۔ایک لمحے کے لیے ایسا محسوس ہوا جیسے پوری گاڑی کسی نیلے شفاف پانی کے اندر اتر گئی ہو۔کھڑکی کے باہر صرف روشنی کی متحرک لہریں دکھائی دے رہی تھیں اور گاڑی کے اندر ایک مدھم نیلی روشنی پھیل گئی

تھی۔اسکارلٹ اپنی نشست کے کنارے کو تھام کر بیٹھ گئی۔اگلے ہی لمحے گاڑی اس دوسری جانب نکل آئی۔چند سیکنڈ بعد اس کا آخری حصہ بھی اس شفاف سرحد سے باہر آ گیا جیسے ہی گاڑی مکمل طور پر گزر

گئی دیوار کے اندر دوڑتی ہوئی نیلی روشنی مدھم پڑ گئی۔شفاف سطح دوبارہ پتھر میں تبدیل ہونے لگی۔چند لمحوں کے اندر دیوار کچھ دیر پہلے والی حالت میں آچکی تھی۔بلند، سرد اور خاموش پتھریلی دیوار نہ کوئی دروازہ تھا،نہ کوئی راستہ،نہ کوئی ایسی دراڑ جس سے اندازہ ہو سکتا کہ ابھی چند لمحے پہلے ایک پوری گاڑی اسی دیوار کے اندر سے گزر کر آئی تھی۔اگر اسکارلٹ نے یہ سب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا تو شاید وہ کبھی یقین نہ کرتی کہ اس دیوار کے اندر کوئی راستہ بھی موجود تھا۔گاڑی مزید کچھ فاصلے تک آگے بڑھی تو سامنے ایک سیکیورٹی پوائنٹ نمودار ہوا۔ایک گارڈ سڑک کے درمیان کھڑا تھا۔گاڑی اس کے قریب پہنچ کر رک گئی۔گارڈ نے آگے بڑھ کر کھڑکی کے قریب آتے ایک چھوٹی سی ڈیجیٹل ڈیوائس ہاتھ میں سنبھالی۔

”نیم اور کارڈ؟“اس کا لہجہ مختصر اور رسمی تھا۔گریس نے بغیر کسی جھجھک کے اپنا کارڈ نکالا۔”گریس ایلن۔“اور کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔گارڈ نے ڈیوائس کارڈ کے قریب کی تو ایک باریک نیلی روشنی کارڈ کی سطح پر پھیل گئی ڈیوائس کی اسکرین پر تیزی سے مختلف معلومات ظاہر ہونے لگیں پھر ایک مختصر سی بیپ کے ساتھ سبز علامت روشن ہو گئی۔گارڈ نے سر ہلایا مگر جانے سے پہلے اس کی نظر گاڑی کے اندر بیٹھی اسکارلٹ پر جا ٹھہری۔

”ساتھ کون ہے؟“ گریس نے مڑ کر اسکارلٹ کو دیکھا۔

''اسکارلٹ ایڈریسن۔''نام سنتے ہی گارڈ کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے حیرت کی ہلکی سی کیفیت نمودار ہوئی۔اس نے فوراً اپنی ڈیوائس دوبارہ آن کی۔اسی لمحے اس کے کان میں لگا کمیو نیکیشن ایئر پیس روشن ہو گیا۔گارڈ چند سیکنڈ تک خاموش کھڑا رہا۔کمیو نیکیشن ایئر پیس میں سے آتی آواز سن کر اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔اس نے آہستہ سے سر ہلایا اور ایئر پیس سے نظریں ہٹالیں۔''سمجھ گیا۔''اس نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے گاڑی کو راستہ دیا۔

''چیف کی مہمان ہیں راستہ پہلے ہی کلیئر ہے۔''اس کی نظر دوبارہ اسکارلٹ پر پڑی۔اس بار اس کے چہرے پر سختی کے بجائے ہلکی سی شائستہ مسکراہٹ تھی۔

''خوش آمدید! مس ایڈریسن''وہ ایک لمحے کے لیے رکا پھر ہلکے سے بولا''زمہریر نے آپ کے لیے آج اپنے دروازے کھول دیے ہیں۔''اسکارلٹ نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ صرف اسے دیکھتی رہی مگر اس کے ذہن میں گارڈ کے آخری الفاظ بار بار گونجنے لگے۔زمہریر نے اس کے لیے اپنے دروازے کھول دیے تھے۔گارڈ ایک طرف ہٹ گیا۔ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھادی۔کچھ فاصلے تک گاڑی دوبارہ زمین پر چلتی رہی پھر اچانک اسکارلٹ نے اپنے قدموں کے نیچے ہلکی سی لرزش محسوس کی۔اس نے چونک کر نیچے دیکھا۔گاڑی کے نیچے ایک مدھم نیلی روشنی نمودار ہو چکی تھی۔وہ روشنی پہلے صرف پہیوں کے گرد موجود تھی پھر آہستہ آہستہ پھیل کر پوری گاڑی کے نیچے ایک شفاف دائرے کی صورت اختیار کر گئی۔اسکارلٹ نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔زمین نیچے جا رہی تھی۔نہیں زمین نہیں گاڑی اوپر

اٹھ رہی تھی۔ بغیر کسی شور کے بغیر کسی جھٹکے کے گاڑی آہستہ آہستہ زمین سے بلند ہوتی گئی۔ اسکارلٹ کھڑکی کے قریب ہوئی۔ جوں جوں گاڑی بلند ہو رہی تھی نیچے پھیلی دنیا کا منظر وسیع ہوتا چلا جا رہا تھا۔ بلند پہاڑ چاندنی میں سفید اور نیلے دکھائی دے رہے تھے جبکہ ان کی چوٹیوں کے گرد باریک بادل ایسے لپٹے ہوئے تھے جیسے کسی نے برفانی تاج پہنا دیا ہو۔ اسکارلٹ کی نظر پہاڑوں کے درمیان پھیلی ہوئی روشنیوں پر جا ٹھہری وہاں کچھ تھا پہلے صرف چند روشن نقطے دکھائی دیے پھر وہ نقطے بڑھتے گئے۔ اور چند لمحوں بعد پورا شہر اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ ایک ایسا شہر جو پہاڑوں کے درمیان چھپا ہوا تھا مگر اس کی روشنیوں میں کسی عام انسانی شہر کی زندگی نہیں تھی۔ بلند شیشے کی عمارتیں برفانی رات کے اندھیرے میں نیلی اور سفید روشنیوں سے جگمگا رہی تھیں۔ کچھ عمارتوں کی سطح پر روشنی کی باریک لہریں اوپر سے نیچے تک حرکت کر رہی تھیں جبکہ کچھ عمارتیں برف سے نکلنے والے دیوہیکل کرسٹل کی مانند آسمان کی طرف بلند تھیں۔ عمارتوں کے درمیان ہوا میں معلق راستے موجود تھے جو ایک عمارت کو دوسری عمارت سے جوڑ رہے تھے۔ ان راستوں پر چلتی روشن گاڑیاں دور سے ایسے دکھائی دے رہی تھیں جیسے آسمان میں ستارے ایک خاص ترتیب سے حرکت کر رہے ہوں۔ شہر کے مختلف حصوں میں نیلی روشنی کے بلند مینار کھڑے تھے جبکہ دور برفانی پہاڑوں کے درمیان بے شمار روشنیاں اس طرح بکھری ہوئی تھیں جیسے کسی نے زمین پر پورا آسمان اتار دیا ہو۔ اسکارلٹ کی آنکھیں اس منظر سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ وہ پہلی بار اس دنیا کو دیکھ رہی تھی جس کا وجود عام انسانوں کی دنیا سے مکمل طور

پر پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ایک ایسی دنیا جو انہی پہاڑوں کے پیچھے،انہی برفانی وادیوں کے درمیان انسانوں کی نظروں سے کہیں دور آباد تھی۔گاڑی خاموشی سے اس شہر کے اوپر سے گزر رہی تھی۔نیچے زمہریر اپنی پوری پراسرار شان کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔

اسکارلٹ نے آہستہ سے اپنا ہاتھ کھڑکی کے شیشے پر رکھ دیا۔اس کی آنکھوں میں حیرت تھی مگر اس حیرت کے پیچھے ایک انجانا خوف بھی آہستہ آہستہ جگہ بنا رہا تھا کیونکہ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ کسی عام جگہ پر نہیں آئی تھی۔وہ ایک ایسی دنیا کی دہلیز پار کر چکی تھی جس کے دروازے عام انسانوں کے لیے ہمیشہ بند رہتے تھے۔اور سب سے عجیب بات یہ تھی کہ زمہریر نے اس کے لیے اپنے دروازے کھولے تھے

*_____*_____*

رات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے۔زمہریر کے ویلراڈسٹرکٹ میں سردی اپنے عروج پر تھی۔آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور ہلکی برف مسلسل زمین پر گر رہی تھی۔سڑک کے دونوں جانب نصب قدیم زرد لیمپس کی مدھم روشنی برف سے ڈھکی سڑک پر بکھری ہوئی تھی جبکہ سرد ہوا کے جھونکے

لوگوں کے گرم لباس سے ٹکرا کر گزر رہے تھے۔اسی سڑک کے سرے پر ایک کلب اپنی مخصوص چہل پہل کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔کلب کے بلند سیاہ دروازوں کے اوپر سرخ روشنیوں میں NAWAR CLUB کی تختی روشن تھی باہر مہنگی گاڑیاں قطار میں کھڑی تھیں اور مختلف گروپس دروازے کے اطراف موجود تھے۔سیکیورٹی گارڈز ہر آنے جانے والے پر نظر رکھے ہوئے تھے۔اندر سے اٹھتی موسیقی کی بھاری آواز بند دروازوں کے باوجود باہر تک سنائی دے رہی تھی۔اسی دوران ایک سیاہ بی ایم ڈبلیو کلب کے سامنے آکر رکی۔پچھلا دروازہ کھلا اور ایک مرد گاڑی سے باہر نکلا۔اس کا قد خاصا بلند تھا۔چوڑے کندھے اور مضبوط جسم اس کی شخصیت کو نمایاں کر رہے تھے۔اس نے سفید شرٹ پہن رکھی تھی جس کے اوپر گھٹنوں تک نفیس سیاہ کوٹ موجود تھا۔ہاتھوں میں سیاہ لیدر کے دستانے تھے،سیاہ جوتے اور چہرے پر موجود سنجیدگی اس کی رعب دار شخصیت کو مزید نمایاں کر رہی تھی۔گاڑی سے نکلنے کے بعد ایک لمحے کے لیے ٹھہرا بے نیازی سے کوٹ کا کالر درست کیا اور کلائی پر بندھی رولیکس پر ایک نظر ڈال کر سامنے موجود کلب کو دیکھا۔سرد ہوا کا جھونکا اس کے بالوں سے ٹکرایا۔گرے بالوں کی چند لٹیں اس کے ماتھے پر آگریں تو اس نے آہستگی سے ہاتھ اٹھا کر انہیں پیچھے کر دیا۔چاندنی اور کلب سے چھلکتی سرخ روشنی اس کے بالوں پر پڑ رہی تھی جس سے ان میں چاندی کی ہلکی سی جھلک نمایاں ہو رہی تھی۔متناسب چہرہ،مضبوط جبڑا،تراشیدہ نقوش اور ٹیل آنکھیں،جن میں سبز اور نیلے رنگ کی ہلکی آمیزش تھی کہ پہلی نظر میں ہی توجہ اپنی جانب کھینچتی تھیں۔اس کے چہرے

کی سب سے نمایاں چیز اس کا اطمینان تھا۔ایسا اطمینان جو شور کے درمیان بھی اپنی جگہ قائم رکھے۔بی ایم ڈبلیو کے پیچھے موجود دوسری گاڑی سے چار مسلح گارڈز بھی باہر نکل آئے۔سب نے سیاہ سوٹ پہن رکھے تھے اور کانوں میں کمیونیکیشن ڈیوائسز لگی تھیں۔وہ اس کے قریب رکنے کے بجائے مختلف سمتوں میں پھیل گئے اور آس پاس کا جائزہ لینے لگے۔وہ ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کلب کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔اس کے قدم مضبوط اور پراعتماد تھے۔اس کی چال میں نہ جلدی تھی، نہ کسی قسم کی بناوٹ بلکہ ٹھہراؤ موجود تھا۔چہرے پر نہ غصہ تھا، نہ جلد بازی صرف سنجیدگی تھی جو اسے دوسروں سے الگ کرتی تھی۔وہ کم بولتا تھا مگر جب بولتا تھا تو اس کے الفاظ محض الفاظ نہیں ہوتے بلکہ وہ حکم ہوتے تھے۔جس کو پورا کرنا دوسروں پر لازم ہوتا۔وہ خاموشی سے آگے بڑھتا رہا آس پاس موجود کئی لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں۔اس نے سب کی نظریں محسوس کرنے کے باوجود آگے بڑھتا رہا۔وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک سیکیورٹی گارڈ فوراً آگے بڑھا اور اس کا راستہ روک لیا۔

"رکیے۔"اس کے قدم وہیں تھم گئے۔سیکیورٹی گارڈ نے قدرے رسمی لہجے میں کہا

"اندر جانے سے پہلے چیکنگ ضروری ہے۔"اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ صرف خاموشی سے سیکیورٹی گارڈ کو دیکھتا رہا۔اس کی آنکھوں میں نہ غصہ تھا، نہ ناگواری۔چہرہ بدستور سپاٹ اور پُرسکون تھا

مگراس کی خاموش نگاہ میں ایسی سنجید گی تھی کہ سیکیورٹی گارڈ کی آواز خود بخود مدھم پڑ گئی۔اس سے پہلے کہ سیکیورٹی گارڈ دوبارہ کچھ کہتا اس کے پیچھے کھڑا گارڈ تیزی سے آگے بڑھا۔

''ہٹو۔''سیکیورٹی گارڈ اس کی طرف دیکھتے ہوئے فوراً بولا

''سر میں تو صرف اپنی ڈیوٹی۔۔۔''گارڈ نے اس کی بات درمیان ہی میں کاٹ دی۔

''تمہیں معلوم بھی ہے تم کس کا راستہ روک رہے ہو؟''سیکیورٹی گارڈ نے الجھن کے ساتھ دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔اس بار اس کی نگاہ اس کے چہرے پر ٹھہر گئی۔چند لمحے وہ اسے پہچاننے کی کوشش کرتا رہا پھر اچانک جیسے ذہن میں کوئی نام ابھرا اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

''ایڈرین۔۔۔ایلسن؟''ایڈرین نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ اسی خاموشی کے ساتھ گارڈ کے برابر سے گزرا اور کلب کے اندر داخل ہو گیا۔گارڈ اپنی جگہ ساکت کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔ابھی چند لمحے پہلے تک اس کے لہجے میں ڈیوٹی کی سختی تھی مگر اب اس کے چہرے پر جھجک اور گھبراہٹ صاف دکھائی دے رہی تھی۔اسے اپنی پچھلی بات یاد آئی تو اس نے بے اختیار نگاہیں جھکا لیں۔اس کے چاروں مسلح محافظ بھی ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس کے پیچھے اندر چلے گئے۔

اندر موسیقی کی شدت بہت زیادہ تھی۔رنگ برنگی روشنیوں کے نیچے لوگ ڈانس فلور پر جھوم رہے تھے، بار کاؤنٹر کے گرد ہجوم تھا۔اوپر موجود وی آئی پی فلور کی جانب جانے والی سیڑھیاں کلب کے

دوسرے حصے میں تھیں۔ایڈرین ایلسن نے کلب کے اندر قدم رکھا اور بغیر ادھر اُدھر دیکھے وی آئی پی فلور کی جانب بڑھ گیا۔دو گارڈز اس کے پیچھے تھے جبکہ باقی دونوں دائیں اور بائیں جانب پھیل کر اس کے ساتھ چل رہے تھے۔وہ ابھی چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ ایک شخص ہجوم میں راستہ بناتے ہوئے اچانک اس سے ٹکرا گیا۔وہ شخص ایک لمحے کو رکا پھر بدتمیزی سے بولا "اوئے! سامنے دیکھ کر نہیں چل سکتے؟"ایڈرین نے کوئی جواب نہ دیا اور آگے بڑھنے لگا مگر وہ شخص بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔اور ایڈرین کے سامنے آکر کھڑے ہو کر اس کا راستہ روک لیا۔ایڈرین رک گیا اور آہستہ سے اس شخص کی طرف دیکھا۔اس کی نگاہ میں سرد مہری تھی کہ سامنے والا ایک لمحے کو خاموش ہو گیا۔

"ہٹو۔"وہ شخص ہنسا اور بولا

"اگر نہ ہٹوں تو؟"ایڈرین کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے سختی ابھری۔اس شخص نے غصے سے اس کے سینے کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر ایڈرین نے اس کی کلائی درمیان میں ہی تھام لی۔اس کی گرفت مضبوط تھی۔اس نے ایک لمحے کے لیے اس شخص کی طرف دیکھا۔"تو پھر راستہ خود بنانا پڑے گا۔"اگلے ہی لمحے اس نے ایک جھٹکے سے اسے قریب موجود میز پہ دے مارا۔میز پر رکھا گلاس زمین پر گرا اور ٹوٹنے کی تیز آواز موسیقی کے شور میں دب گئی۔دو مزید آدمی فوراً آگے بڑھے مگر ایڈرین کے گارڈز نے انہیں راستے ہی میں روک لیا۔تیسرا شخص ایڈرین کو مکا مارنے اس کی طرف بڑھا۔ایڈرین نے ذرا سا رخ بدلا اور مکا اس کے کندھے کے پاس سے خالی گزر گیا۔اس نے مخالف کا بازو پکڑا اسے

اپنی طرف کھینچا اور پیٹ پر زور سے کہنی ماری۔ وہ شخص لڑکھڑاتا ہوا پیچھے گرا۔ ایڈرین کی ٹیل آنکھوں میں سرخی ابھری۔ سبز اور نیلے رنگ کے درمیان پھیلی ہوئی وہ سرخی چند لمحوں میں گہری ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ اس کی آنکھیں مکمل طور پر روبی ریڈ ہو گئیں۔ اس کے جبڑے تن گئے۔ اس نے آگے بڑھ کر اس شخص کے کالر کو پکڑا اور اسے ایک طرف اچھال دیا۔

”مجھے کچرے سے لڑنے کا شوق نہیں ہے۔“

مگر اب تک کلب کے کئی لوگوں کی توجہ اس طرف ہو چکی تھی۔ چند مزید افراد آگے بڑھے۔ کسی کے ہاتھ میں کرسی تھی کسی نے میز سے بوتل اٹھالی تھی۔ ایڈرین نے ایک نظر ان سب پر ڈالی۔ پہلا حملہ دائیں جانب سے آیا۔ وہ جھک کر وار سے بچ گیا اور اسی حالت میں حملہ آور کے پیٹ پر مکا مارا۔ وہ شخص دو قدم پیچھے جا کر میز سے جا ٹکرایا۔ دوسرا وار سامنے سے آیا۔ ایڈرین نے ہاتھ سے اسے روکا اور حملہ آور کو ایک طرف دھکیل دیا۔ اس کی انگلیوں کے ناخن آہستہ آہستہ لمبے اور نوکیلے ہونے لگے۔ گردن کی رگیں نمایاں ہوئیں اور اس کی سانسوں میں بھاری پن اترنے لگا۔ پھر اچانک اس کی کمر کے ایک حصے میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ اگلے ہی لمحے وہاں ایک ابھار بن گیا جیسے جسم کے اندر قید کوئی چیز باہر آنے کے لیے راستہ بنا رہی ہو۔ ایک لمحے کے لیے اس کی کمر کی ہڈی کے گرد عجیب سی حرکت ہوئی پھر وہ ابھار آہستہ آہستہ پھیلنے لگا۔ ایڈرین وہیں رک گیا۔ اس کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔ اس نے آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس اندر کھینچی۔ چند لمحوں تک وہ بالکل ساکت کھڑا رہا جیسے اپنے اندر اٹھنے والی شدت کو قابو میں

رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر آہستہ سے سانس خارج کی۔ اس کی پیٹھ کے نچلے حصے میں ابھری ہوئی وہ غیر معمولی ساخت رفتہ رفتہ سکڑنے لگی یہاں تک کہ مکمل طور پر واپس سمٹ گئی۔ ایڈرین نے آنکھیں کھولیں۔ اس کی آنکھوں میں پھیلا گہرا روبی ریڈ رنگ بتدریج مدھم پڑنے لگا اور چند ہی لمحوں میں ان کا اصل ٹیل رنگ لوٹ آیا۔ اس کے نوکیلے ناخن بھی آہستہ آہستہ اپنی معمول کی حالت میں آ گئے۔ وہ دوبارہ پہلے جیسا دکھائی دینے لگا مگر اس کے چہرے کی سختی بدستور برقرار تھی۔ دوسری طرف اس کے گارڈز باقی لوگوں کو قابو کر چکے تھے۔ فرش پر ٹوٹے ہوئے شیشے بکھرے تھے چند کرسیاں الٹی پڑی تھیں اور کئی آدمی زخمی حالت میں زمین پر پڑے تھے۔ ایڈرین نے ایک لمحے کے لیے ارد گرد دیکھا۔ اس نے آخری شخص کو کالر سے پکڑا اور اپنے قریب کھینچ لیا۔

"تمہارا باس کہاں ہے؟" وہ شخص خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ "م۔۔۔ مجھے نہیں معلوم۔" ایڈرین کی گرفت ذرا سی سخت ہوئی۔ "دوبارہ پوچھنے کا وقت نہیں ہے میرے پاس۔" اس شخص نے فوراً اوپر کی طرف اشارہ کیا۔ "وی۔۔۔ وی آئی پی فلور۔" ایڈرین نے اپنے گارڈز کی طرف دیکھا۔

"جاؤ چیک کرو۔"

”جی، سر۔“ایک گارڈ فوراً سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ باقی ایڈرین کے ساتھ رہے۔ ایڈرین نے ایک ہاتھ دوبارہ کوٹ کی جیب میں ڈالا اور گارڈ کے پیچھے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وی آئی پی فلور پر پہنچتے ہی موسیقی کی آواز مدھم پڑ گئی۔ لمبی راہداری کے دونوں جانب مختلف کمرے تھے۔

ایڈرین بے فکری سے آگے بڑھ رہا تھا اور اس کے ہونٹوں سے نکلتی ہلکی سی سیٹی کی دھن خاموش راہداری میں گونج رہی تھی۔ گارڈز ایک ایک کر کے کمروں کی تلاشی لینے لگے۔ پہلا کمرہ خالی تھا۔۔۔ دوسرا ابھی۔۔۔ تیسرے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر ایڈرین نے خود ہاتھ بڑھایا اور دروازہ کھول دیا۔ کمرہ خالی تھا مگر کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ پردہ سرد ہوا کے جھونکوں کے ساتھ مسلسل حرکت کر رہا تھا۔ ایک گارڈ نے باہر دیکھتے ہوئے کہا

”وہ یہاں سے نکل چکے ہیں۔“ ایڈرین نے جواب دینے کے بجائے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اس کی نظر میز پر رکھے گلاس پر جا ٹھہری۔ وہ اس کے قریب گیا، مگر گلاس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ کنارے پر انگلیوں کے ہلکے نشانات اور باقی رہ جانے والی نمی ابھی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا۔

”کھڑکی ابھی کھولی گئی ہے۔“ پھر اس کی نظر کرسی کی پشت پر پڑے ایک باریک دھاگے پر گئی۔ وہاں سے نظر ہٹاتے ہوئے اس نے کھڑکی کے قریب برف کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو دیکھا۔

”باہر کی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ برف بھی اندر آئی ہے۔“وہ دوبارہ گلاس کی طرف متوجہ ہوا۔

گارڈ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ایڈرین نے چند لمحے مزید کمرے کا جائزہ لیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

”وہ پانچ منٹ پہلے یہاں پر تھے۔“گارڈ کے چہرے پر حیرت ابھری ایڈرین نے ایک نظر کھڑکی سے باہر ڈالی۔

”یہاں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کلب خالی کروا کے سیل کروا دو۔“

”جی، سر۔“گارڈ فوراً باہر نکل گیا۔ایڈرین ایک بار پھر کھڑکی کے قریب جا کھڑا ہوا۔نیچے برف سے ڈھکی سڑک دور تک پھیلی ہوئی تھی۔اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

”جتنا چاہیں بھاگو۔۔۔“وہ چند لمحے باہر دیکھتا رہا پھر کوٹ درست کیا اور راہداری سے واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

”مگر شکار کو ایک بات معلوم نہیں ہوتی۔۔۔“

وہ آخری سیڑھی سے نیچے اترا۔

”کہ وہ جتنا بھاگتا ہے شکاری کے لیے کھیل اتنا ہی دلچسپ ہوتا جاتا ہے“نیچے پورا کلب خاموش تھا۔ گارڈز لوگوں کو باہر نکال رہے تھے ایڈرین نے کسی کی طرف دیکھے بغیر دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔برف اب بھی مسلسل گر رہی تھی۔کلب کا دروازہ کھلا تو ایڈرین باہر نکلا۔باہر کی سرد ہوا نے

فوراً اُس کے چہرے کو چھوا۔ گارڈز بھی اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ ایڈرین بی ایم ڈبلیو کی طرف بڑھا تو اچانک اس کی نظر گاڑی کے نچلے حصے پر پڑی۔ وہ ایک لمحے کے لیے رک گیا۔ اس نے جھک کر گاڑی کے نیچے دیکھا۔ وہاں ایک چھوٹی سی ڈیوائس لگی ہوئی تھی جس پر ہلکی سی روشنی جل رہی تھی۔ ایڈرین نے اسے غور سے دیکھا۔ چند لمحوں میں اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ ایک ٹریکر تھا۔ اس نے اسے نکالا نہیں۔ بس سیدھا ہو کر ایک نظر کلب کے دروازے اور پارکنگ میں موجود گاڑیوں پر ڈالی۔ اگر کسی نے یہ ڈیوائس اس کی گاڑی پر لگائی تھی تو ممکن تھا کہ دوسری طرف موجود شخص اب بھی اس کی نقل و حرکت دیکھ رہا ہو۔ ایڈرین نے اسے وہیں رہنے دیا اور گاڑی کا دروازہ کھول لیا۔ اسی لمحے اس کا فون بج اٹھا۔ اس نے کال ریسیو کی۔

”سر ہم نے اسے ٹریک کر لیا ہے۔“

”کہاں ہے؟“

”وہ تقریباً دس منٹ میں ویلرا سے باہر نکل جائیں گے ہماری ٹیم ان کا پیچھا کر رہی ہے۔“

کال ختم ہوئی ایڈرین کی نگاہ ایک بار پھر گاڑی کے نیچے موجود ٹریکر پر گئی۔

”ویلرا سے نکلنے والے تمام راستے بند کروا دو۔“

چند لمحوں بعد بی ایم ڈبلیو کی ہیڈ لائٹس روشن ہوئیں اور وہ کلب کی پارکنگ سے نکل کر سنسان سڑک پر آگئی۔ رات کافی گہری ہو چکی تھی۔ ویلرا سے باہر نکلتی سڑک برف کی ہلکی تہہ سے ڈھکی ہوئی تھی۔ دونوں طرف کھڑے درخت سرد ہوا کے ساتھ آہستہ آہستہ جھول رہے تھے اور دور تک پھیلی سفیدی میں کبھی کبھار گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس روشن لکیروں کی طرح دکھائی دیتیں۔

*_________*_________*

اسی سڑک پر ایک سیاہ ایس یو وی مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔ ڈرائیور دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پر جمائے ہوئے تھا جبکہ پچھلی نشست پر بیٹھا رافیل کھڑکی سے باہر پھیلی تاریکی کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا فون بند کیا اور جیب میں رکھتے ہوئے سامنے بیٹھے شخص سے پوچھا

"سب ٹھیک ہے؟"

"یس سر" رافیل نے دوبارہ کھڑکی سے باہر دیکھا۔ برف سے ڈھکے درخت ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے گزر رہے تھے۔ "ڈرائیور بغیر وجہ کے گاڑی مت روکنا۔" ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔ چند منٹ بعد ڈرائیور کی نظر سامنے سڑک پر پڑی جہاں دو سیاہ گاڑیاں ترچھی کھڑی تھیں انہوں نے سڑک کا بیشتر حصہ بند کر رکھا تھا۔ "سر۔۔۔" رافیل نے فوراً سر اٹھایا۔

”کیا ہوا؟“ ڈرائیور نے جواب دینے کے بجائے بریک پر پاؤں رکھا۔ ٹائر برف پر پھسلے اور گاڑی رک گئی۔ رافیل نے سامنے دیکھا۔ اسی لمحے پیچھے سے دو سیاہ گاڑیاں مزید آ گئیں۔ اس کی نگاہ آگے سے پیچھے تک گئی۔ راستہ دونوں طرف سے بند ہو چکا تھا۔ سامنے چند مسلح گارڈز پہلے ہی سڑک کے بیچ پھیل چکے تھے۔ ان کی بندوقیں گاڑی کی طرف تنی ہوئی تھیں جبکہ اطراف میں کئی گارڈز پوزیشن سنبھال چکے تھے۔ پیچھے کا راستہ بھی خالی نہیں تھا۔ دو گاڑیاں کچھ فاصلے پر ترچھی کھڑی تھیں اور ان کے پیچھے موجود گارڈز نے واپسی کا راستہ بھی بند کر دیا تھا۔ رافیل نے ایک نظر دائیں طرف دیکھا پھر بائیں طرف۔ وہ پوری طرح گھر چکے تھے۔ سامنے موجود ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر بلند آواز میں کہا ”ہتھیار نیچے رکھ دو اور باہر آ جاؤ۔ تم لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہے“ رافیل کے ساتھ بیٹھے آدمیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ڈرائیور نے بھی اسٹیئرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ چند لمحوں تک گاڑی کے اندر مکمل خاموشی رہی پھر رافیل نے دھیمی آواز میں کہا

”کوئی باہر نہیں نکلے گا۔“ اس کے ایک آدمی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ ”لیکن راستہ تو۔۔۔“ رافیل نے مختصر اشارے سے اسے خاموش کر دیا۔ اس کی نظریں سامنے موجود گارڈز پر جمی تھیں۔ پھر اس نے مختصر لہجے میں کہا

”میری بات غور سے سنو۔“ سب کی نظریں اس کی طرف اٹھ گئیں۔ ”سامنے سے فائرنگ شروع کرو۔“ ایک لمحے کے لیے گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔ رافیل نے پیچھے موجود راستے کی طرف اشارہ کیا۔

”ان کی توجہ ادھر سے ہٹتے ہی میں پیچھے سے نکلوں گا۔“اس کے ایک آدمی نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ پیچھے موجود گارڈز کی تعداد سامنے کی نسبت کم تھی اور دو گاڑیوں کے درمیان ایک تنگ سا راستہ اب بھی موجود تھا۔

”اگر انہوں نے دیکھ لیا تو؟“رافیل کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔”دیکھنے کا موقع ہی نہیں دوں گا۔“اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔اگلے ہی لمحے گاڑی کی سامنے والی کھڑکی سے فائرنگ شروع ہو گئی۔گولیوں کی آواز نے سڑک کا سکون توڑ دیا۔سامنے موجود گارڈز فوراً اپنی اپنی گاڑیوں کی آڑ میں جھک گئے اور ط

طم۔من جوابی فائرنگ شروع کر ضق۔

قدی۔اسی لمحے رافیل نے پچھلا دروازہ کھولا۔وہ جھک کر گاڑی سے باہر نکلا اور گولیوں کی آواز کے درمیان گاڑی کے پچھلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔زیادہ تر گارڈز کی توجہ سامنے جاری فائرنگ پر تھی۔

رافیل نے پیچھے دیکھا۔دو گاڑیوں کے درمیان موجود راستہ اب بھی خالی تھا۔وہ اسی طرف لپکا۔ برف پر اس کے قدموں کے نشان بنتے چلے گئے۔ پیچھے سے ایک گارڈ کی نظر اچانک اس پر پڑی۔

"وہ پیچھے سے بھاگ رہا ہے!" دو گارڈز فوراً اس کے پیچھے دوڑے۔ رافیل نے رفتار مزید تیز کر دی۔ وہ چند ہی لمحوں میں گاڑیوں کی آڑ سے نکل کر برف سے ڈھکی ڈھلوان کی طرف پہنچ گیا۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔گارڈز اب بھی اس کے پیچھے تھے۔ رافیل نے بندوق نکالی پیچھے مڑ کر ایک فائر کیا اور دوبارہ آگے دوڑ پڑا۔ وہ ڈھلوان سے پھسلتا ہوا نیچے آیا اور دونوں ہاتھ برف پر ٹکاتے ہوئے خود کو دوبارہ اٹھانے کی کوشش کی کہ سامنے سے آنے والی تیز روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ وہ وہیں جھکا رہا۔چند لمحوں بعد اس نے آہستہ سے سر اٹھایا۔اس کے سامنے ایک سیاہ بی ایم ڈبلیو آ کر رک چکی تھی۔ ہیڈ لائٹس کی سفید روشنی براہِ راست برف پر پھیل رہی تھی اور گاڑی کے ٹائروں کے گرد اڑتی ہوئی برف اب بھی آہستہ آہستہ نیچے بیٹھ رہی تھی۔ رافیل کی نگاہ چند لمحوں تک گاڑی کی ونڈ اسکرین پر جمی رہی ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایڈرین گاڑی سے باہر نکلا۔اس نے دروازہ بند کیا اور وہیں کھڑا رافیل کو دیکھتا رہا۔ رافیل ابھی پوری طرح سیدھا بھی نہیں ہوا تھا کہ ایڈرین نے اپنے سیاہ کوٹ کے اندر ہاتھ ڈالا اور گن نکال کر رافیل کی طرف گن کا رخ کیا۔ رافیل کی نظریں اس کے چہرے پر جم گئیں پیچھے سے تعاقب کرتے ہوئے گارڈ بھی وہاں پہنچ گئے۔ باقی گارڈز بھی اپنی جگہیں سنبھالتے ہوئے آگے بڑھ آئے۔ چند ہی لمحوں میں رافیل کے پیچھے موجود راستہ دوبارہ بند ہو چکا تھا۔ رافیل نے اپنے پیچھے دیکھا اس طرف

مسلح گارڈز موجود تھے پھر گردن موڑ کر دوسری سمت دیکھا۔ وہاں بھی راستہ بند تھا اس کی نگاہ دوبارہ سامنے اٹھی۔ ایڈرین چند قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا گن اب بھی رافیل کی طرف تنی ہوئی تھی۔

ایڈرین نے پرسکون مگر دوٹوک لہجے میں کہا "اب تم کہیں نہیں جا سکتے ہتھیار نیچے رکھ دو۔" رافیل نے اس کے ہاتھ میں موجود گن کی طرف دیکھا پھر دوبارہ ایڈرین کے چہرے کی طرف۔

"اگر نہ رکھوں تو۔۔۔" ایڈرین کی نگاہ ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بدلی۔

"پھر بعد میں جو ہو گا اس کے زمیدار تم خود ہو گے۔" رافیل نے خاموشی سے اپنے ارد گرد دیکھا۔ آخر کار بے بس ہوتے ہوئے اس نے اپنی گن نیچے کی۔ اس کی انگلی ٹریگر سے ہٹی گرفت ڈھیلی ہوئی تو گن برف پر پھینک دی۔ گن برف پر پھسلتی ہوئی چند فٹ دور جا رکی۔ ایڈرین چند قدم اس کی طرف بڑھا۔ رافیل کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"تو تم خود آئے ہو۔"

"تمہیں پکڑنے کے لیے آنا پڑا اب اتنا تو تمہارے لیے کر ہی سکتا ہوں" ایڈرین نے بے تمسخرانہ انداز میں جواب دیا۔ دو گارڈز نے رافیل کے ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے لے جا کر کلائیوں کو مضبوطی سے باندھ دیا۔ رافیل نے مزاحمت نہیں کی فائرنگ بھی آہستہ آہستہ رک چکی تھی۔ برف پر ٹوٹے ہوئے شیشے، گولیوں کے خول اور گاڑیوں پر پڑے تازہ نشانات اس مختصر مگر شدید مقابلے کی گواہی دے رہے تھے۔

رافیل نے خباثت سے مسکراتے ہوئے نظر گاڑی کے نیچے نصب ٹریکر کو دیکھا یہی ٹریکر اسے ایڈرین کے ہاتھ سے بچ نکلنے کا ایک اور موقع دے سکتا ہے اس کی آنکھوں میں ابھری چمک دیکھ کر ایڈرین کی نگاہیں گہری ہو گئیں۔ وہ رافیل کی سوچ پڑھ چکا تھا پھر وہ آہستہ آہستہ گاڑی کی طرف بڑھا۔اس کے قدم برف پر پڑتے رہے اور اس کے پیچھے موجود گارڈز خاموشی سے رافیل کو قابو کیے کھڑے رہے۔ گاڑی کے پچھلے حصے تک پہنچ کر ایڈرین چند لمحوں کے لیے رکا پھر اس نے بونٹ کھولا جیب سے ایک لائٹر نکالا اور انگوٹھے کی ہلکی سی حرکت سے اسے روشن کر لیا۔ چھوٹا سا شعلہ اس کی انگلیوں کے درمیان روشن ہوا جس کی روشنی چند لمحوں کے لیے اس کے چہرے پر پڑی۔ایڈرین نے جلتا ہوا لائٹر بونٹ کے اندر اچھال دیا اور خود گاڑی سے دور ہوتا چلا گیا ابتدا میں صرف ایک چھوٹی سی لپٹ نظر آئی مگر چند ہی لمحوں میں آگ نے اندر موجود سامان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شعلے تیزی سے گاڑی کے اندرونی حصے تک پہنچ گئے اور سیاہ دھواں بونٹ سے باہر نکلنے لگا اور گاڑی کے اندر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکے کی آواز پورے علاقے میں گونجی اور شعلوں کا ایک بلند الاؤ بی ایم ڈبلیو کے اوپر اٹھ گیا۔ گاڑی کے شیشے زوردار آواز کے ساتھ چٹخنے لگے اور چند ہی سیکنڈز میں اس کا اندرونی حصہ آگ میں گھر گیا۔ سیاہ دھواں برفانی رات میں بلند ہوتا چلا گیا جبکہ جلتے ہوئے ملبے کی روشنی دور کھڑے گارڈز کے چہروں پر پڑ رہی تھی۔ رافیل نے جلتی ہوئی گاڑی کو دیکھا۔اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے حیرت ابھری مگر ایڈرین نے اس منظر کی طرف دوبارہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کلائی پر بندھی گھڑی پر ایک نظر آگے بڑھتے ہوئے

گارڈز کو چلنے کا حکم دیا اس کے حکم پر گارڈز رافیل کو اپنے ساتھ لیے آگے بڑھے جبکہ پیچھے سڑک کے کنارے جلتی ہوئی بی ایم ڈبلیو سے اٹھنے والا دھواں آہستہ آہستہ برفانی آسمان میں پھیلتا جا رہا تھا۔ جو شخص ایک بار اس کے قبضے میں آ جائے پھر اس کے ساتھ کیا ہونا ہے یہ فیصلہ صرف ایڈرین کرتا تھا۔ وہ رحم ضرور کر سکتا تھا مگر صرف تب جب اسے ایسا کرنا مناسب لگے ورنہ اس کے فیصلوں میں نہ جذبات حائل ہوتے تھے نہ سامنے والے کی التجا۔ وہ خاموشی سے فیصلہ کرتا اور پھر اسے انجام تک پہنچا دیتا تھا۔

*____________*____________*

سیاہ مرسڈیز سنسان صنعتی علاقے میں واقع ایک پرانے گودام کے باہر آ کر رکی۔ باہر برف مسلسل گر رہی تھی۔ گودام کی ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں سے مدھم زرد روشنی باہر آ رہی تھی جبکہ ارد گرد گارڈز مختلف مقامات پر اپنی پوزیشنیں سنبھالے کھڑے تھے۔ مرسڈیز کا دروازہ کھلا اور ایڈرین گاڑی سے باہر نکلا۔ اس کے ساتھ اس کا اسسٹنٹ بھی گاڑی سے اتر آیا۔ ایڈرین نے ایک نظر پورے علاقے پر ڈال کر کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے گودام کے بھاری لوہے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کا اسسٹنٹ خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔ اندر کی فضا باہر سے بھی زیادہ سرد اور بوجھل تھی۔ چھت سے لٹکتے

چند مدھم بلب ہلکی ہلکی روشنی دے رہے تھے جبکہ نم دیواروں پر جگہ جگہ کائی کے گہرے نشان موجود تھے۔ گودام کے مختلف حصوں میں بڑے لکڑی کے کریٹس، زنگ آلود ڈرم اور لوہے کی الماریاں بکھری ہوئی تھیں۔ ایڈرین نے نظر پورے گودام پر دوڑائی۔ ایک طرف کئی آدمی زخمی حالت میں زمین پر پڑے تھے۔ کچھ اپنے زخموں کو دبائے بیٹھے تھے جبکہ چند دیوار سے ٹیک لگائے بمشکل سانس لے رہے تھے۔ ان کے قریب ایڈرین کے گارڈز کھڑے نگرانی کر رہے تھے۔ گودام کے دوسرے سرے پر ایک لوہے کی کرسی رکھی تھی اور کرسی سے رافیل مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ رافیل ساٹھ سالہ مرد، سیاہ لباس میں ملبوس ہاتھ میں بھاری انگوٹھی، آنکھوں میں عجیب ساغرور لیے بیٹھا تھا۔ ایڈرین چند قدم آگے بڑھا۔

"کچھ پتہ چلا؟" ایک گارڈ اس کے قریب آیا۔

"سر ہم نے اس سے اگلوانے کی کوشش کی ہے لیکن یہ کچھ بول ہی نہیں رہا" رافیل نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر اٹھایا۔

"اتنی محنت کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ یہ تمہارے کام تو آئے گی ہی نہیں" اس کی نظریں سیدھی ایڈرین پر جا ٹھہریں۔ ایڈرین خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ رافیل نے کرسی سے بندھے ہونے کے باوجود اپنا لہجہ پُراعتماد رکھا۔ ایڈرین کی آنکھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ رافیل مسکرایا۔

''آج تک کوئی مجھے ڈھونڈ بھی نہ پایا تھا۔'' وہ ذرا آگے جھکا۔ ''لیکن تم نے مجھے ڈھونڈا اور پکڑ بھی لیا تم نے مجھے متاثر کیا'' اس نے چند لمحے ایڈرین کو دیکھا۔ ایڈرین کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہیں آیا۔ وہ آہستہ سے رافیل کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس کی آواز پر سکون تھی۔

''مجھے صرف ایک جواب چاہیے۔'' رافیل نے ابرو اٹھائے۔

''کیا؟'' ایڈرین نے سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''تم کس کے لیے کام کرتے ہو؟'' رافیل کی مسکراہٹ ذرا گہری ہوئی۔ ایڈرین نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔

''اپنے باس کا نام بتا دو بس مجھے تم۔'' چند لمحوں تک دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر ایڈرین نے نہایت سادہ لہجے میں کہا

''یہ بتا دو میں تمہاری جان بخش دوں گا۔'' رافیل کے ہونٹوں پر دوبارہ مسکراہٹ آئی۔ ''تمہیں واقعی لگتا ہے کہ میں اپنے باس کا نام بتا دوں گا؟'' رافیل ہنس پڑا۔ ''میں اپنے باس کے لیے کام کرتا ہوں رافیل جان دے سکتا ہے لیکن اپنے باس کے ساتھ غداری نہیں کر سکتا۔'' رافیل کی مسکراہٹ ایڈرین کو عجیب لگی تھی۔ ایڈرین کی نظریں سرد ہو گئیں۔ اگلے ہی لمحے ٹھاہ! گولی کی آواز نے پورے گودام کو ہلا کر رکھ دیا۔ رافیل کے جسم کو شدید جھٹکا لگا۔ گارڈز نے فوراً اپنے ہتھیار نکال لیے۔ ایڈرین نے تیزی

سے سر موڑا۔دوسری منزل کے آہنی واک وے پر ایک سیاہ پوش آدمی کھڑا تھا۔اس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا، سر پر پڑی سیاہ ٹوپی نے چہرے کا بیشتر حصہ سائے میں چھپا رکھا تھا۔باقی چہرہ ماسک سے ڈھکا ہوا تھا اور ہاتھ میں موجود پسٹل کا رخ ایڈرین کی جانب تھا۔دوسری گولی چلی ایڈرین فوراً سائیڈ ہوا مگر گولی اس کے بازو کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔اس کی سفید شرٹ پر خون پھیل گیا۔

"سر!" ایک گارڈ آگے بڑھا مگر ایڈرین نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔اس کی پشت کے پیچھے سیاہ پر نمودار ہونے لگے۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ پوری طرح پھیل گئے۔اس کا جسم چند فٹ اوپر اٹھا اور جھٹکے سے ہوا میں آگے بڑھا۔ اس کی نظریں اوپر کھڑے سیاہ پوش آدمی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔سیاہ پر ایک بار پھر پھڑ پھڑائے اور وہ دوسری منزل کے آہنی واک وے کے سامنے جا پہنچا۔سیاہ پوش آدمی پیچھے ہٹا مگر ایڈرین نے ہاتھ بڑھا کر اس کو گردن سے پکڑ لیا سیاہ پوش آدمی کے پاؤں فرش سے اٹھ گئے۔ایڈرین خود ہوا میں معلق تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں وہ آدمی چند فٹ اوپر بے بس لٹک رہا تھا نیچے کھڑے گارڈز نے سر اٹھا کر یہ منظر دیکھا۔ایڈرین کے سیاہ پر ہوا میں پھیلے ہوئے تھے جبکہ اس کی روبی آئیز سیاہ پوش آدمی کے چہرے پر جمی تھیں۔

"کون ہو تم؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔وہ کچھ نہ بولا ایڈرین کی انگلیاں اس کے گلے پر مزید سخت ہوئیں۔

”بولو۔“اس شخص نے جواب دینے کے بجائے ہاتھ میں پکڑی پسٹل اپنی کنپٹی پر رکھ کر چلادی۔ ٹھاہ!
ایڈرین کی آنکھیں سکڑ گئیں یہ سب بہت تیزی سے ہوا تھاایک لمحے کے لیے سب کچھ ساکت ہو گیا۔
سیاہ پوش آدمی کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ایڈرین کے ہاتھ سے اس کی گرفت چھوٹی اور بے جان جسم نیچے
جا گرا۔ایڈرین چند لمحے ہوا میں ساکت رہا پھر چہرے پر غصہ ابھرا۔اس نے اپنے پر زور سے پھیلائے اور
تیزی سے نیچے اترا۔زمین پر پہنچتے ہی اس نے سیاہ پوش آدمی کو دوبارہ پکڑا اسے ایک جھٹکے سے اٹھایا اور
پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔دھڑام! گودام کی دیواریں اس آواز سے گونج اٹھیں۔ایڈرین کے
چہرے پر شدید غصہ تھا۔اس کی روبی آئیز اندھیرے میں دیہک رہی تھیں،سیاہ پر پوری طرح پھیلے
ہوئے تھے۔اس کی نظر رافیل پر پڑی جو بے جان ہو چکا تھا۔اس کے جسم کے گرد خون پھیل رہا تھا پھر
زمین پر پڑے سیاہ پوش آدمی پر اس نے آہستہ سے اپنے پر سمیٹ لیے قریب کھڑے گارڈز خاموشی سے
اسے دیکھ رہے تھے۔کچھ لمحے پہلے رافیل نے کہا تھا کہ وہ جان دے دے گا مگر اپنے باس کے ساتھ
غداری نہیں کرے گا اس نے وہی کیا وہ جواب دیے بغیر مر چکا تھا۔ایڈرین نے گہری سانس لی۔اس کی
آنکھوں کی سرخی آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگی مگر ذہن میں ایک سوال زندہ تھا۔رافیل کا باس آخر کون
تھا؟اس نے سر موڑ کر گودام کے دوسرے حصے کی طرف دیکھا۔وہاں موجود گارڈز پر سیاہ سائے تیزی
سے جھپٹ رہے تھے۔ایک گارڈ نے فوراً اپنی گن اٹھائی اور فائر کیا مگر گولی چلنے سے پہلے ہی وہ سیاہ وجود
بجلی کی رفتار سے اس کے پاس سے گزرا۔گارڈ جھٹکے سے پیچھے زمین پر جا گرا۔

”پیچھے ہٹو!“ دوسرے گارڈ نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو خبردار کیا مگر اگلے فرش پر پھیلی تاریکی زندہ ہو کر اس کے قدموں سے لپٹ گئی۔ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پر جا گرا۔ باقی گارڈز نے فائرنگ شروع کر دی۔ گولیوں کی آوازیں گودام کی دیواروں سے ٹکرا کر گونجنے لگیں۔ لکڑی کے کریٹس ٹوٹ کر بکھرنے لگے، ڈرم لڑھک گئے اور سیاہ سائے ایک جگہ سے دوسری جگہ گھوم رہے تھے چند ہی لمحوں میں کئی گارڈز زمین پر بے حرکت پڑے تھے۔ ایڈرین کی نظریں ایک ایک منظر پر ٹھہرتی گئیں۔ اس کے چہرے پر غصہ ابھر آیا۔ یہ محض حملہ نہیں بلکہ مکمل منصوبہ تھا۔ جس رفتار سے یہ ہو رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ ان سیاہ مخلوقات کا مقصد سب کو ختم کرنا تھا۔ اس کا زخمی بازو اب بھی خون آلود تھا مگر ایک نظر بھی اپنے زخم کی طرف نہیں ڈالی۔ اب گودام میں صرف چند گارڈز زندہ بچے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے قریب ہو کر کھڑے تھے اور مسلسل چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ اچانک گودام کے بڑے دروازے کے قریب سیاہ دھند کا ایک گول سا بھنور ابھرا۔ دھواں فرش سے اٹھتا ہوا آہستہ آہستہ پھیلنے لگا۔ گارڈز پیچھے ہٹ گئے۔ دھند نے چند ہی لمحوں میں ایک انسانی شکل اختیار کر لی مگر اس کا چہرہ واضح نہ تھا۔ پورا وجود سیاہ دھند میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف دو سرخ آنکھیں تاریکی میں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سرخ آنکھیں سیدھی ایڈرین پر جا ٹھہریں۔ سیاہ وجود کے ہونٹ آہستہ سے ہلے۔

”تم ہمیں کبھی نہیں روک سکو گے۔۔۔“ اس کی آواز گودام کی خالی دیواروں سے ٹکرا کر کئی گنا بڑھ گئی۔ ”۔۔۔ نہ کبھی ڈھونڈ نہیں پاؤ گے۔“ ایڈرین نے ایک قدم آگے بڑھایا مگر اس سے پہلے کہ وہ اس

تک پہنچتا سیاہ وجود دوبارہ دھند میں تبدیل ہونے لگا۔چند لمحوں میں وہ پوری طرح بکھر گیا۔اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہا۔ایڈرین وہیں کھڑا خالی جگہ کو دیکھتا رہا۔اس کی نظر دوبارہ گودام میں پھیل گئی۔زمین پر پڑے گارڈز، فرش پر بکھرا خون، ٹوٹے ہوئے کریٹس، بکھرا ہوا سامان اور ایک طرف لکڑی کے کریٹ کے قریب رکھی ہوئی شیشے کی کئی بوتلیں۔ایڈرین کی نظر ان بوتلوں پر ٹھہر گئی جس پر پہلے اس کی نظر نہیں گئی تھی وہ چند قدم آگے بڑھا۔ایک بوتل اٹھائی اسے روشنی کے سامنے کیا اور اندر موجود مائع کو چند لمحے غور سے دیکھا اس جگہ پر صرف لوگ نہیں چھپائے جا رہے تھے۔یہاں کچھ ذخیرہ کیا جا رہا تھا۔اور اب جو کچھ ہوا تھا اس نے اس جگہ کے تقریباً ہر نشان کو مٹا دیا تھا۔ایڈرین سیدھا کھڑا ہوا۔اس کی آواز گودام میں گونجی۔

"یہاں کچھ باقی نہیں رہنا چاہیے۔"قریب کھڑے ایک زخمی گارڈ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"سر!"ایڈرین نے جواب نہیں دیا۔اس نے بس اپنا ہاتھ آگے کیا۔اگلے ہی لمحے اس کی انگلیوں کے گرد نیلی سفید روشنی جمع ہونے لگی۔ہوا میں بجلی کی ہلکی سی گرج سنائی دی۔روشنی تیز ہوتی گئی۔پھر کڑک! ایک زوردار لائٹننگ گودام کے اندر آ گری۔لکڑی کے خشک کریٹس نے فوراً آگ پکڑ لی۔شعلے تیزی سے ایک کریٹ سے دوسرے کریٹ تک پھیلنے لگے۔قریب پڑا سامان بھی آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔کچھ ہی لمحوں میں شعلے اوپر چھت تک پہنچنے لگے۔

”جلد سے جلد نکلو یہاں سے اور زخمی گارڈز کو بھی فوراً نکالو۔“ گارڈز فوراً حرکت میں آئے۔ جو زندہ بچے تھے وہ زخمی ساتھیوں کو سنبھالتے ہوئے گودام سے باہر نکلنے لگے۔ ایڈرین نے آخری بار پورے گودام پر نظر ڈالی۔ رافیل کی لاش ایک طرف خاموش پڑی تھی۔ دوسری طرف سیاہ پوش آدمی کی بے جان لاش تھی۔ اور ان دونوں کے درمیان خون، ٹوٹا ہوا سامان اور بھڑکتی ہوئی آگ! ایڈرین نے ایک لمحے کے لیے رافیل کی لاش کو دیکھا۔ پھر پلٹ گیا۔ وہ سب سے آخر میں گودام سے باہر نکلا تھا۔ اس کے زخمی بازو سے خون اب بھی رس رہا تھا مگر چہرے پر درد یا کمزوری کا کوئی نشان نہ تھا۔ باہر برفانی ہوا تیزی سے چل رہی تھی۔ سامنے گاڑی پہلے ہی تیار کھڑی تھی قریب ہی سیکریٹری ہاتھ میں ٹیبلٹ لیے خاموشی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ایڈرین آہستہ آہستہ گاڑی کی طرف بڑھا۔ اس کے پیچھے پورا گودام شعلوں میں گھرا ہوا تھا۔ کالے دھوئیں کی موٹی تہہ آسمان کی طرف اٹھ رہی تھی جبکہ آگ کی لرزتی روشنی میں گودام کی دیواریں کسی جلتے ہوئے آسیب کی مانند دکھائی دے رہی تھیں۔

*________*________*

کمرے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وسیع و عریض لگژری روم کی ایک وال پوری گلاس کی بنی ہوئی تھی جس کے پار برف سے ڈھکا زمہریر رات کی تاریکی میں خاموش کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ چھت میں نصب مدھم روشنیاں پورے کمرے میں ہلکی سنہری روشنی بکھیر رہی تھیں ایک جانب موجود ڈریسنگ ٹیبل موجود تھا جس کے شیشے کے میں ایڈرین کا عکس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رکھا سیاہ اسٹول پر ایڈرین بیٹھا اپنے زخمی بازو کی پٹی کر رہا تھا۔ اس کی سفید شرٹ ایک طرف رکھی ہوئی تھی۔ بازو پر گولی چھو کر گزرنے سے زخم آیا تھا جس میں سے خون ابھی بھی رس رہا تھا۔

مدھم روشنی اس کے مضبوط جسم پر پڑ رہی تھی؛ چوڑے کندھے، تراشے ہوئے بازو اور پیٹ کے ابھرے ہوئے مسلز واضح دکھائی دے رہے تھے۔ گردن پر پسینے کی چند باریک بوندیں ٹھہری تھیں جبکہ گرے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ پشت پر سیاہ پروں کے ہلکے سے ابھار جلد کے اوپر نمایاں تھے جیسے وہ کسی بھی لمحے دوبارہ پھیل سکتے ہوں۔ گردن کے پچھلے حصے سے ایک باریک تلوار کا نقش شروع ہو کر ریڑھ کی ہڈی کے عین درمیان تک اتر رہا تھا۔ تلوار کے گرد ایک سیاہ سانپ لپٹا ہوا تھا جس کا جسم تلوار کی دھار کے ساتھ ساتھ نیچے تک پھیلا ہوا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی کے دونوں جانب جہاں پروں کی جلد ہلکی سی ابھری ہوئی تھی سیاہ پروں کے ٹیٹو بنے ہوئے تھے۔ بائیں جانب بنا پر باہر کی طرف پھیلا ہوا تھا جبکہ دائیں جانب والا اس کا عکس معلوم ہوتا تھا؛ گویا اس کے جسم سے نکلنے والے اصلی پروں کا نقش پہلے ہی اس کی جلد پر ثبت کر دیا گیا ہو۔ ایڈرین نے پٹی کا ایک سرا دانتوں کے درمیان تھاما دوسرے

ہاتھ سے کپڑے کو زخم کے گرد لپیٹا اور پھر دانتوں سے پکڑے سرے کو کھینچ کر مضبوطی سے باندھ دیا۔ اس نے بازو کو ایک بار آہستہ سے حرکت دے کر پٹی کی گرفت کا جائزہ لیا۔ اطمینان ہونے پر وہ اسٹول سے اٹھا سائیڈ پر رکھی شرٹ اٹھا کر بن اوف کی اور فریش ہو کر شیشے میں اپنا عکس دیکھا۔ چہرے پر تھکن کے آثار اب ختم ہو گئے تھے مگر آنکھوں میں معمول کی سنجیدگی بدستور قائم تھی۔ وہ پلٹا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ باہر اس کا اسسٹنٹ پہلے ہی موجود تھا۔ ہاتھ میں ٹیبلٹ لیے سیدھا کھڑا تھا۔ ایڈرین کے باہر آتے ہی اس نے احترام سے سر جھکایا۔

"سر چیف نے آپ سے ملاقات کا کہا ہے۔" ایڈرین نے چلتے چلتے صرف اتنا کہا،

"ٹھیک ہے۔" وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا اسسٹنٹ بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ وسیع سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے ایڈرین کے قدم ہمیشہ کی طرح پُرسکون اور نپے تلے تھے۔ اس کے زخمی بازو کی حرکت میں معمولی سی احتیاط ضرور تھی مگر انداز میں درد یا کمزوری کا کوئی اظہار نہ تھا۔ فرسٹ فلور پر پہنچتے ہی سامنے پھیلا سفید رنگ کا وسیع لاؤنج تھا۔ ہر چیز میں سفیدی اور شفافیت نمایاں تھی۔ چمکتے سفید فرش پر چھت سے جھولتے شیشے کے فانوسوں کی روشنی منعکس ہو رہی تھی جبکہ شفاف میزوں، سفید صوفوں اور دیواروں میں نصب باریک روشنیاں پورے لاؤنج کو ایک سرد مگر پُروقار منظر میں بدل رہی تھیں۔ لاؤنج کے ایک جانب کئی سرونٹس ترتیب سے کھڑے تھے۔ جیسے ہی ایڈرین ان کے قریب سے گزرا، تقریباً دس بارہ سرونٹس نے بیک وقت احترام سے اپنے سر جھکا دیے۔

"گڈ ایوننگ سر" ایڈرین نے بھی ہلکا سا سر ہلا کر ان کے سلام کا جواب قدم روکے بغیر دیا۔ قدم گھر کے پچھلے حصے میں موجود نجی بیسمنٹ کی طرف اٹھ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ ایک بڑے سے دروازے کے سامنے جا رکا۔ اگلے ہی لمحے دروازے کے اوپر نصب باریک نیلی روشنی روشن ہوئی اور اس کے سامنے ایک شفاف اسکیننگ پینل نمودار ہو گیا۔ ایڈرین چند لمحے خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا رہا۔ ہلکی سی روشنی اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزری اور سسٹم نے فوراً اس کی شناخت مکمل کر لی۔ شناخت کی تصدیق ہوتے ہی بھاری دروازہ خاموشی سے ایک طرف سرک گیا۔ ایڈرین اور اس کا اسسٹنٹ اندر داخل ہو گئے ایک وسیع زیرِ زمین گیراج ان کے سامنے تھا۔ یہ محض ایک پارکنگ نہیں تھی۔ بیسمنٹ کی لمبی دیواروں کے ساتھ دنیا کی مشہور ترین گاڑیاں ترتیب سے کھڑی تھیں۔ ایک جانب پورشے کے مختلف ماڈلز اپنی نفیس ساخت کے ساتھ موجود تھے تو دوسری جانب بی ایم ڈبلیو کی کئی جدید گاڑیاں قطار میں کھڑی تھیں جبکہ ان کے درمیان فیراری، لیمبورگینی، ایسٹن مارٹن اور دیگر مہنگی اسپورٹس کارز اپنی مخصوص جگہوں پر موجود تھیں۔ گیراج کے ایک طرف مختلف ماڈلز کی بھاری بھرکم بائیکس قطار میں کھڑی تھیں۔ کہیں سرخ رنگ کی ڈوکاٹی پنیگالے وی فور اپنی شاہانہ ساخت کے ساتھ نمایاں تھی تو کہیں سیاہ کاؤاساکی ننجا ایچ ٹو اپنی پُراسرار ہیئت لیے خاموش کھڑی تھی۔ ان کے قریب بی ایم ڈبلیو ایس ون تھاؤزنڈ آر آر اور یاماھا وائی زیڈ ایف آر ون اپنی تیز دھار جسامت اور اسپورٹس انداز کے ساتھ موجود تھیں۔ چند دوسری بھاری بائیکس کی دھاتی باڈیز مدھم روشنی میں سرد چمک دے رہی

تھیں۔ہر گاڑی اور بائیک کے اوپر نصب مدھم سفید روشنیاں ان کی چمکتی ہوئی باڈیز پر پڑ رہی تھیں۔

گیراج کے ایک حصے میں جدید لگژری سیڈانز موجود تھیں جبکہ دوسرے حصے میں ایسی جدید گاڑیاں کھڑی تھیں جن کی ساخت زمہریر کی عام گاڑیوں سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ دکھائی دیتی تھی۔ایک پوری دیوار پر گاڑیوں اور بائیکس کے چھوٹے چھوٹے ماڈلز شیشے کے خانوں میں سجا کر رکھے گئے تھے۔ہر ماڈل کے نیچے ایک الگ روشن باکس تھا جس پر گاڑی یا بائیک کا نام اور اس کے مخصوص فیچرز درج تھے۔

ایڈرین چند لمحے وہاں کھڑا ان ماڈلز کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ اٹھا کر ایک سرخ فیراری کے ماڈل کے ساتھ رکھے چابی کے باکس کی طرف اشارہ کیا۔اسسٹنٹ فوراً اس کا اشارہ سمجھ گیا۔اس نے ٹیبلٹ پر ایک بٹن دبایا۔ بیسمنٹ کے دوسرے حصے میں موجود سرخ فیراری کی لائٹس فوراً روشن ہو گئیں۔چند لمحوں بعد اس کا انجن گہری آواز کے ساتھ اسٹارٹ ہوا۔اسسٹنٹ نے ٹیبلٹ پر ایک اور کمانڈ دی تو بیسمنٹ کے سامنے موجود بڑا پارکنگ کا آٹومیٹک ڈور اوپن ہونے لگا۔فیراری آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے نکلی اور آٹومیٹک موڈ کی وجہ سے بیسمنٹ کے راستے سے باہر کی طرف بڑھ گئی۔زمہریر کی جدید ٹیکنالوجی اس گاڑی میں بھی نمایاں تھی۔ڈیش بورڈ کے سامنے ایک شفاف ہولو گرافک پینل روشن تھا جس پر گاڑی کی مکمل نظام رپورٹ،راستے کا نقشہ اور ارد گرد کے علاقے کا براہِ راست اسکین دکھائی دے رہا تھا۔ایڈرین بیسمنٹ سے باہر نکل آیا اور لابی کی طرف بڑھنے لگا۔اسی دوران اس کی نظر سامنے کھڑے عمر رسیدہ بٹلر پر پڑی۔ بٹلر فوراً آگے بڑھا اور احترام سے ایڈرین کے کندھوں پر اوور کوٹ ڈال دیا۔

"گڈایوننگ سر آپ کا سفر بہت اچھا ہو۔" ایڈرین نے ہلکا سا سر ہلایا اور بغیر کچھ کہے آگے بڑھ گیا۔ لابی سے باہر نکلتے ہی سفید روشنیوں سے جگمگاتے پورچ کے نیچے سرخ فیراری اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ڈرائیور پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔ اسسٹنٹ آگے بڑھا اور پچھلا دروازہ کھول دیا۔ ایڈرین خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اسسٹنٹ نے دروازہ بند کیا اور پھر خود آگے جا کر ڈرائیور کے برابر والی نشست سنبھال لی۔ فیراری آہستہ سے آگے بڑھی اور برف سے ڈھکے راستے پر نکل گئی۔ پچھلی نشست پر ایڈرین اطمینان سے بیٹھا اپنا ٹیبلٹ آن کرنے لگا۔ ہولوگراف اسکرین اس کے سامنے ابھری تو مختلف رپورٹس، نقشے اور سیکیورٹی فیڈز ایک ساتھ نمودار ہو گئے۔ وہ ایک رپورٹ کھولتا، چند سیکنڈ اس کا جائزہ لیتا اور پھر انگلی کے ہلکے اشارے سے اگلی فائل پر چلا جاتا۔ گودام میں ہونے والے حملے کے باوجود اس کے انداز میں کسی قسم کی گھبراہٹ نہیں تھی۔ اس کے زخمی بازو پر پٹی کے باوجود اس کی توجہ پوری طرح اسکرین پر مرکوز تھی۔ وہ اسی سکون سے رپورٹس دیکھتا رہا جیسے چند گھنٹے پہلے ہونے والا خون ریز واقعہ روزمرہ معمول کا ایک حصہ ہو۔ اچانک ہولوگراف اسکرین کے ایک حصے میں خبر نمایاں ہوئی۔

"زمہریر کے بیرونی علاقے میں موجود ایک گودام میں اچانک آگ بھڑک اٹھی۔" خبر کے نیچے مزید تفصیلات درج تھیں۔ "آگ لگنے کی اصل وجہ تاحال معلوم نہیں ہو سکی پولیس اور متعلقہ تحقیقاتی ادارے واقعے کی مکمل تحقیقات میں مصروف جبکہ گودام میں موجود افراد اور حملے سے متعلق دیگر شواہد بھی جمع کیے جا رہے ہیں" اس کے نیچے ایک اور سطر نمایاں ہوئی۔ "یہ معاملہ زمہریر کے حساس کیسز

میں شمار ہو رہا ہے۔" ایڈرین کی نظر چند لمحوں تک اس خبر پر جمی رہی۔ اس کی آنکھوں میں کوئی واضح تاثر نہیں آیا وہ اسکرین کو دوبارہ دیکھنے لگا جیسے خبر کے پیچھے چھپی کسی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ چند لمحوں بعد اس نے ہولو گرافک اسکرین بند کر دی کچھ دیر خاموشی سے گاڑی کی کھڑکی کے باہر دیکھتا رہا۔ باہر زمہریر کی رات تیزی سے پیچھے گزرتی جا رہی تھی۔ سڑک کے اطراف برف سے ڈھکی روشن عمارتیں ایک کے بعد ایک گزرتی جا رہی تھیں۔ پھر گاڑی ایک بلند و بالا عمارت کے سامنے آکر آہستہ ہوئی۔ عمارت کے باہر موجود سفید روشنیاں برف سے ڈھکے فرش پر پھیل رہی تھیں جبکہ داخلی راستے کے دونوں جانب کھڑے محافظ خاموشی سے اپنی جگہ موجود تھے۔ ڈرائیور نے فوراً گاڑی روک دی۔

اسسٹنٹ گاڑی سے اتر کر ایڈرین کے لیے دروازہ کھولا۔ ایڈرین بے نیازی سے باہر نکلا اور اپنے اوور کوٹ کا بٹن بند کر لیا۔ اس نے بغیر رکے ہاتھ میں موجود ٹیبلٹ اسسٹنٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"مجھے رات تک گودام میں لگنے والی آگ سے متعلق ہر چیز صاف چاہیے۔" اس کی آواز پُرسکون تھی مگر لہجے میں ایسا حکم تھا جس پر سوال کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ ایڈرین نے ایک لمحے کے لیے اس کی طرف دیکھا۔ "اور اس کیس کی انویسٹی گیشن..." وہ ایک لمحے کو رکا۔ "مکمل طور پر بند یونانی چاہیے۔"

"اوکے سر" اسسٹنٹ نے ٹیبلٹ دونوں ہاتھوں سے لیتے ہوئے سر جھکا دیا۔ ایڈرین نے مزید کچھ نہیں کہا۔ وہ عمارت کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچا دونوں جانب کھڑے گارڈز فوراً سیدھے ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ ایڈرین بغیر رکے اندر

داخل ہوتے عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا پیچھے دروازہ خاموشی سے بند ہو گیا۔ باہر زمہریر اپنی پوری رات کی رونق کے ساتھ پھیلا ہوا تھا۔ رات گہری ہو چکی تھی مگر زمہریر سویا نہیں تھا۔ اس کی گلیوں میں زندگی جاری تھی، عمارتیں روشن تھیں اور جدید ٹیکنالوجی پہلے کی طرح پوری طرح فعال تھی۔ آسمان سے گرتے برف کے ننھے ننھے ذرات روشنیوں میں چمک رہے تھے۔ دور بلند عمارتوں کے درمیان نیلی اور سفید روشنیاں برفانی رات کو ایک عجیب سی چمک دے رہی تھیں۔ زمہریر کی رات خاموش ضرور تھی، مگر اس کی دنیا پوری طرح جاگ رہی تھی۔

*_______*_______*

چیف کے آفس کی بلند شیشے کی کھڑکیوں سے زمہریر کا روشن شہر دور تک دکھائی دے رہا تھا۔ کمرے کے اندر مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ نصب بڑی ہولو گرافک اسکرین خاموشی سے روشن تھی جس پر مختلف رپورٹس اور زمہریر کے سیکیورٹی زونز کی تفصیلات وقفے وقفے سے بدل رہی تھیں۔ دروازہ کھلا تو ایڈرین خاموشی سے اندر داخل ہوا۔ وسیع کمرے کے آخری سرے پر ایک بھاری لکڑی کی میز موجود تھی جس کے پیچھے چیف اپنی نشست پر بیٹھے کاغذات کا جائزہ لے رہے تھے۔

ان کی عمر پچاس کے قریب تھی۔ چوڑا ماتھا، گہری بھوری آنکھیں اور چہرے پر وقت کی ہلکی لکیریں ان کے تجربے کی گواہی دے رہی تھیں۔ سیاہ بالوں میں جگہ جگہ نمایاں سفیدی اور تراشی ہوئی داڑھی ان کی شخصیت کے رعب میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔ وہ سیاہ کوٹ میں ملبوس اپنی نشست پر غیر معمولی سکون سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایڈرین چند قدم آگے بڑھ کر رک گیا۔ کچھ لمحوں تک کمرے میں صرف کاغذات پلٹنے کی ہلکی سی آواز گونجتی رہی۔ پھر چیف نے فائل بند کرتے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آ گئے تم۔" ایڈرین نے ہلکا سا سر جھکایا۔

"آپ نے بلایا تھا۔" چیف چند لمحے اسے دیکھتے رہے پھر اپنی نشست سے قدرے پیچھے ہو کر بیٹھ گئے۔

"جی۔۔۔" انہوں نے میز پر رکھی فائل ایڈرین کی طرف بڑھائی۔ "ایک معاملہ ہے جس کے بارے میں تمہارا جاننا ضروری ہے۔" ایڈرین خاموشی سے فائل کھولنے لگا۔

"ایڈم کی بیٹی۔۔۔" چیف کے الفاظ پر اس کے ہاتھ کی حرکت رک گئی۔ اس نے نظریں اٹھا کر چیف کو دیکھا جن کی نگاہیں پہلے ہی اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"وہ زمہریر پہنچ چکی ہے۔" ایڈرین کے چہرے پر کوئی خاص تاثر ظاہر نہیں ہوا۔ اس نے چند لمحے چیف کو دیکھا پھر نہایت سرد لہجے میں پوچھا

"کب؟"

''آج۔'' چیف کی آواز پہلے سے زیادہ سنجیدہ ہو گئی۔ایڈرین کی نظریں میز پر موجود فائل کی طرف اٹھیں۔کمرے میں چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔

''میں چاہتا ہوں کہ تم اس معاملے پر نظر رکھو۔'' ایڈرین کے چہرے پر وہی سرد سکون برقرار رہا۔

''معذرت چیف یہ ذمہ داری میں نہیں لے سکتا۔'' انہوں نے چند لمحے اسے دیکھا پھر قدرے سخت لہجے میں بولے

''ایڈرین مجھے معلوم ہے آج کل تم کن کاموں کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔'' ایڈرین کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے سنجیدگی اتر آئی۔چیف نے بات جاری رکھی ''اور یہ بھی معلوم ہے کہ تم ابھی کہاں سے آرہے ہو۔'' کمرے میں ایک بار پھر خاموشی پھیل گئی۔

''تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ شیڈو بیسٹس کے پیچھے مت جاؤ؟'' اس بار ایڈرین نے نظریں اٹھائیں چیف کی آواز میں تشویش واضح تھی۔

''ہم پہلے ہی بہت کچھ جھیل رہے ہیں۔وادی میں ہمارے لوگ مر رہے ہیں سیکیورٹی لائنز ٹوٹ رہی ہیں اور اب شیڈو بیسٹس۔۔۔'' وہ ایک لمحے کو رکے ''وہ رائل بلڈ کے پیچھے ہیں اسی وجہ سے میں تمہیں مزید خطرے میں نہیں دیکھنا چاہتا ایڈرین'' چیف نے گہرا سانس لیا۔ایڈرین نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے دھیمے مگر واضح لہجے میں کہا

”میں نے ابھی تک کچھ غلط نہیں کیا۔“ یہ کہتے ہوئے وہ میز سے ہٹ کر چند قدم آگے بڑھا اور کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ نیچے پھیلے شہر پر نگاہ جماتے ہوئے اس نے سرد لہجے میں کہا، ”آپ جانتے ہیں کہ میں یہاں کیوں ہوں اور میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا مجھے انسانوں کے معاملات میں دوبارہ مت گھسیٹیں۔“ چیف کی نظریں اس کی پشت پر جمی رہیں۔

”وہ صرف ایک انسان نہیں ہے۔“ ایڈرین ہلکا سا ہنسا مگر اس ہنسی میں خوشی کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

”اس کے باوجود وہ آدھی انسان ہے۔“ چیف نے گہرا سانس لیا۔

”تمہیں اب اپنی نفرت سے آگے بڑھنا ہوگا۔“ ایڈرین آہستہ سے پلٹا۔ اس کی ٹیل آئیز میں ایک لمحے کے لیے دبی ہوئی تلخی ابھری۔ ”میں آگے بڑھ چکا ہوں۔“

”نہیں۔“ چیف کی آواز پرسکون مگر مضبوط تھی۔ ”اگر تم واقعی آگے بڑھ چکے ہوتے تو آج بھی انسان کا نام سن کر تمہاری آنکھوں میں غصہ نہ آتا۔“ ایڈرین چند لمحے خاموش رہا۔ اس کے جبڑے سخت ہو گئے پھر وہ دھیمے لہجے میں بولا

”آپ نے مجھے یہاں اس موضوع پر بحث کرنے کے لیے نہیں بلایا تھا۔“ چیف کی نگاہ قدرے نرم پڑ گئی۔

”میں نے تمہیں برسوں پہلے بھی یہی کہا تھا اس سب کو چھوڑ دو اور اپنے کیریئر پر توجہ دو تمہاری ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں تمہارے اپنے معاملات ہیں ہر وقت ماضی کو اپنے ساتھ لے کر نہیں چلا جاسکتا۔“ ایڈرین نے نظریں دوسری طرف پھیر لیں۔

”ماضی میرے ساتھ چل کر نہیں آیا۔۔۔“ اس کی آواز دھیمی پڑ گئی۔ ”۔۔۔وہ میرے اندر رہ گیا ہے۔“ چیف کچھ لمحے خاموش رہے۔ پھر انہوں نے میز پر رکھی فائل دوبارہ اس کی طرف سرکا دی۔

”اسکارلٹ ایک ہفتے تک تمہارے ساتھ رہے گی۔“

ایڈرین نے فائل کی طرف دیکھا مگر اسے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ ”ایک ہفتہ؟“

”ہاں۔“ چیف نے قدرے نرم لہجے میں کہا ”اسے ایڈم انکل کے ولا میں رکھیں۔“

چیف نے نفی میں سر ہلایا۔ ”وہ ابھی یہاں نئی آئی ہے اسے اکیلا رکھنا مناسب نہیں ہوگا۔“

ایڈرین نے بے زاری سے سانس خارج کی۔

”تو کسی اور کے ساتھ رکھ دیں۔“ وہ ایک لمحے کے لیے رکا۔ ”میں اسے نہیں جھیل سکتا۔“ چیف کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔

”مجھے اندازہ تھا تم یہی کہو گے۔ اب تم اسے اپنے ویلا لے کر جاؤ گے۔“ ایڈرین نے فوراً سر اٹھایا۔

”نہیں۔“

''ایڈرین۔''

''میں نے کہا نہیں! میں یہ نہیں کر سکتا۔''اس بار اس کے لہجے میں واضح سختی تھی۔ چیف نے اپنا سکون برقرار رکھتے ہوئے کہا

''کائی مشن پر گیا ہے اور لیون اور لوکس کا تمہیں معلوم ہے۔'' چیف کی بات پر ایڈرین خاموش ہو گیا۔

''تمہیں معلوم ہے اس معاملے میں مجھے صرف تم پر بھروسا ہے۔''ایڈرین نے جبڑا بھینچ لیا۔

''آپ جانتے ہیں مجھے انسانوں سے نفرت ہے۔'' یہ کہتے ہی اس کی انگلیوں کے ناخن آہستہ آہستہ بڑھنے لگے۔ وہ معمول سے زیادہ لمبے ہو کر نوکیلے ہونے لگے تھے۔اس کی گہری ٹیل آنکھوں میں سرخی اتر آئی جبکہ گردن اور ہاتھوں کی رگیں ابھرنے لگیں۔ کمرے کی خاموش فضا اچانک بوجھل ہو گئی۔ چیف نے اسے غور سے دیکھا، مگر ان کے چہرے پر اطمینان برقرار رہا۔

''مجھے معلوم ہے۔''ایڈرین کی سانسیں قدرے بھاری ہو چکی تھیں۔

''پھر بھی آپ مجھے اس کے ساتھ رہنے کو کہہ رہے ہیں؟'' چیف نے دھیمے مگر پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا

''کیونکہ مجھے معلوم ہے تم خود کو سنبھال لوگے۔''ایڈرین کی آنکھوں کی سرخی آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگی۔اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا پھر انگلیاں سیدھی کر لیں۔ چیف نے بات جاری رکھی''اور

ایک بات یاد رکھنا۔۔۔''ایڈرین نے نظریں اٹھائیں۔''اسکارلٹ کے بارے میں جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہیے۔''ایڈرین خاموش رہا۔

''اس کی حقیقت اس کا رائل بلڈ۔۔۔سب کچھ راز رہے گا۔'' چیف کی آواز اب پہلے سے زیادہ سنجیدہ تھی۔''وہ صرف ایڈم کی بیٹی نہیں ہے ایڈرین۔''وہ چند لمحے رکے۔''اس کی موجودگی زمہریر کے لیے بہت سے دروازے کھول سکتی ہے۔۔۔اور شاید بہت سے دشمنوں کو بھی ہماری طرف کھینچ سکتی ہے۔''ایڈرین کی نظریں دوبارہ کھڑکی کے باہر پھیلے شہر پر جا ٹھہریں۔ برف کے درمیان دور کہیں ایک سرخ روشنی چمکی اور پھر غائب ہوگئی۔ چیف نے آہستہ سے کہا''اور اگر شیڈو بیسٹس واقعی رائل بلڈ کے پیچھے ہیں۔۔۔''انہوں نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا۔''تو اسکارلٹ محفوظ نہیں ہے۔''ایڈرین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے سنجیدگی ابھری جس نے اس کے چہرے کی تمام سختی کو پیچھے چھوڑ دیا۔اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی۔ ٹھک ٹھک! چیف نے دروازے کی طرف دیکھا۔

''کم اِن۔'' باہر موجود گارڈ نے دروازہ کھولا۔

''سر مس ایڈریسن پہنچ چکی ہیں۔''ایڈرین کی نظریں آہستہ سے دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔ دروازہ مزید کھلا تو گریس اندر داخل ہوئی اور اس کے ساتھ اسکارلٹ بھی خاموشی سے کمرے میں آ گئی۔ اسکارلٹ نے اندر قدم رکھتے ہی ایک نظر پورے آفس پر ڈالی۔ وسیع کمرہ، بلند شیشے کی کھڑکیاں،

مدھم روشنی اور دیوار پر چلتی ہولو گرافک اسکرینیں اسے باقی دنیا سے بالکل مختلف محسوس ہو رہی تھیں۔ گریس چند قدم آگے بڑھی اور چیف کے سامنے رک کر سر جھکا دیا۔

"سر آپ کے کہے کے مطابق مس اسکارلٹ بحفاظت یہاں پہنچ چکی ہیں۔" چیف کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ آئی۔

"ویل ڈن گریس۔" گریس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر جھکایا۔

"تھینک یو سر۔" چیف نے ایک نظر اسکارلٹ کی طرف دیکھا پھر گریس سے بولے

"تم جا سکتی ہو۔"

"جی سر۔" گریس نے ایک بار پھر سر جھکایا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔اس کے باہر نکلتے ہی دروازہ بند ہو گیا تو کمرے میں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔ چیف نے اسکارلٹ کی طرف دیکھا۔

"میرا نام الیاس رچرڈسن ہے۔" اسکارلٹ نے آگے بڑھ کر ان سے ہاتھ ملایا۔ چیف نے نرم لہجے میں کہا "لیکن یہاں تقریباً سب مجھے صرف چیف کہتے ہیں۔"

اسکارلٹ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی مسٹر رچرڈسن۔"

چیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

''مجھے بھی اسکارلٹ۔''انہوں نے سامنے موجود صوفے کی طرف اشارہ کیا۔''آیئے بیٹھئے''

چیف خود اسکارلٹ کے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھے۔اسکارلٹ بھی آہستہ سے بیٹھ گئی۔ چیف نے چند لمحے اسے غور سے دیکھا جیسے اس کے چہرے میں کسی پرانی یاد کی جھلک تلاش کر رہے ہوں پھر نہایت نرم لہجے میں بولے،''زمہریر میں خوش آمدید اسکارلٹ۔''اسکارلٹ نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ کھڑکی کے پاس کھڑا ایڈرین اب بھی باہر دیکھ رہا تھا مگر اس کی انگلیاں آہستہ سے مٹھی میں بند ہو چکی تھیں۔وہ بظاہر باہر دیکھ رہا تھا مگر حسیات ان کی طرف متوجہ اسی دوران ایک ملازمہ چائے کی ٹرے لیے اندر آئی۔ چیف اور اسکارلٹ کے سامنے نہایت احتیاط سے ٹرے رکھی۔ جس سے بھاپ کی باریک لہریں اٹھ رہی تھیں۔ساتھ ہی ایک خوب صورت ڈیزرٹ پلیٹر بھی رکھا گیا جس میں مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے ڈیزرٹس اپنی الگ الگ جگہوں پر سجے تھے۔ملازمہ خاموشی سے سر جھکا کر واپس چلی گئی۔چند لمحوں تک دونوں کے درمیان خاموشی رہی پھر چیف نے اسکارلٹ کی طرف دیکھتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا

''سفر کیسا رہا؟''اسکارلٹ نے اپنے سامنے رکھے کپ کی طرف دیکھا پھر نظریں اٹھا کر مختصر جواب دیا

''ٹھیک تھا۔'' چیف نے ہلکے سے سر ہلایا۔

"اچھی بات ہے۔" انہوں نے ہاتھ کے ہلکے سے اشارے سے چائے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا، "یہ چکھو سفر کے بعد شاید تمہیں اچھی لگے گی۔" اسکارلٹ نے کچھ کہے بغیر کپ اٹھالیا۔ سرخی مائل بھوری چائے عام چائے سے بالکل مختلف تھی۔ اس میں دار چینی کی ہلکی سی خوشبو کے ساتھ کسی نامعلوم پھول کی نرم مہک شامل تھی جبکہ اٹھتی ہوئی بھاپ میں مدھم سی مٹھاس بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے کپ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ گرم کپ کی حرارت آہستہ آہستہ اس کی انگلیوں میں اترنے لگی۔ اسکارلٹ نے پہلے اس کی خوشبو محسوس کی پھر ایک چھوٹا سا گھونٹ لیا۔ چند لمحوں تک اس کا چہرہ بالکل ساکت رہا پھر اس کی آنکھیں ہلکی سی پھیل گئیں۔ ذائقہ نرم تھا مگر عام چائے جیسا نہیں۔ دار چینی کی ہلکی گرمائش، پھول جیسی مدھم خوشبو اور آخر میں نہایت ہلکی سی مٹھاس۔ چیف کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری۔

"مجھے معلوم تھا تمہیں پسند آئے گی۔" اسکارلٹ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی نظریں اب سامنے رکھے ڈیزرٹ پلیٹر پر ٹھہر چکی تھیں۔ پلیٹر کے اندر سات چھوٹے حصے بنے ہوئے تھے اور ہر حصے میں الگ رنگ اور شکل کا ڈیزرٹ رکھا تھا۔ ہر ڈیزرٹ کے نیچے ایک ننھی سی تختی پر اس کا نام درج تھا۔

چیف نے پلیٹر کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ بھی چکھو۔" اسکارلٹ نے ایک لمحے کے لیے انہیں دیکھا پھر پلیٹر سے چاکلیٹ رنگ کا ایک چھوٹا ڈیزرٹ اٹھالیا۔ اس کی بیرونی تہہ نہایت نرم تھی اندر ہلکی کریم کی بھرائی تھی جبکہ اوپر باریک چاکلیٹ

کی تہہ جمی ہوئی تھی۔اس پر چند ننھے شفاف کرسٹل جیسے شوگر کے ذرات روشنی پڑنے پر ہلکے ہلکے چمک رہے تھے۔

اسکارلٹ نے اس کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا توڑا اور ذائقہ محسوس کیا۔اس کے چہرے پر بے اختیار حیرت کی ہلکی سی جھلک آئی۔ایسی چیز اس نے کبھی ایسٹونیا میں نہیں چکھی تھی۔اس نے آہستہ سے دوسرا چھوٹا ٹکڑا لیا۔چیف اسے خاموشی سے دیکھتے رہے پھر انہوں نے کھڑکی کے پاس کھڑے ایڈرین کی طرف دیکھا۔

''ایڈرین آجاؤ تمہاری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے'' چیف کی آواز پر ایڈرین چند لمحے خاموش رہا پھر آہستہ سے پلٹا۔اس کے قدموں کی آواز قالین پر سنائی نہیں دی سیاہ پینٹ اور موٹی سی نیک شرٹ جس کے اوپر نفیس سا گرے اوور کوٹ تھا۔کوٹ کی آستین سے جھانکتی کلائی پر سادہ مگر قیمتی گھڑی بندھی تھی۔ سر پر ترتیب سے سجے گرے بال اس کے سنجیدہ چہرے کو مزید نمایاں کر رہے تھے جبکہ ٹیل آئیز میں ایک ایسی خاموشی تھی جو پہلی نظر میں ہی اسے عام لوگوں سے مختلف بنادیتی تھی۔وہ چلتے ہوئے اوور کوٹ کا ایک بٹن کھولتا چیف کے ساتھ والے صوفے تک آیا اور بیٹھ گیا۔اسکارلٹ کی نظر اس پر ٹھہری مگر اپنی نظریں دوسری طرف موڑ گئی۔ایڈرین نے بھی اسے دیکھنے کی زحمت نہیں کی۔اس نے میز پر رکھا اپنا کپ اٹھایا چائے کا ایک گھونٹ لیا اور خاموشی سے صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔چیف نے دونوں کی طرف دیکھا۔

''اسکارلٹ یہ ایڈرین ایلسن ہے۔'' پھر ایڈرین کی طرف اشارہ کیا۔

''اور ایڈرین یہ اسکارلٹ ایڈریسن ہے۔'' چند لمحوں کے لیے دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔

اسکارلٹ نے صرف ہلکا سا سر ہلایا۔

''ہیلو۔'' ایڈرین نے کپ میز پر رکھتے ہوئے مختصر جواب دیا

''ہیلو۔'' چیف نے اپنی نشست پر ذرا سا پہلو بدلا۔

''اکیڈمی ایک ہفتے بعد شروع ہو رہی ہے۔ تمہیں ابھی سے وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایک ہفتے میں تم زمہریر کو سمجھو یہاں کے لوگوں سے ملو اور اس ماحول سے مانوس ہو جاؤ۔'' اسکارلٹ نے خاموشی سے ان کی طرف دیکھا۔ چیف نے بات جاری رکھی۔

''تمہیں یہاں لانے کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ ایسٹونیا میں تم محفوظ نہیں تھیں اور اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ تمہارا تعلق زمہریر سے ہے تم اس دنیا سے باہر کی نہیں ہو۔'' اسکارلٹ کے چہرے پر فوراً تلخی ابھری۔

''مجھے نہیں لگتا کہ میں زمہریر کا حصہ ہوں۔'' اس کی آواز پرسکون تھی مگر الفاظ میں برسوں کی دبی ہوئی چبھن صاف محسوس ہوتی تھی۔

"اگر واقعی میرا تعلق اس جگہ سے ہوتا تو میں زندگی کے اتنے سال ایسٹونیا میں اس طرح نہ گزارتی؟" ایڈرین کے ہاتھ میں پکڑا کپ ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گیا۔اس نے پہلی بار پوری توجہ سے اسکارلٹ کی طرف دیکھا اس بار اس کی نگاہ چند لمحے ٹھہری۔اسکارلٹ بالکل سادہ لباس میں تھی۔ نہ کوئی زیور، نہ بناوٹی آرائش، نہ چہرے پر میک اَپ۔پرل ہئیرز کو ایک سادہ سی پونی ٹیل میں باندھا گیا تھا۔سیاہ پینٹ اور سردیوں والی سادہ شرٹ کے اوپر سیاہ اوورکوٹ تھا۔ مگر اس کے چہرے کی سب سے نمایاں چیز اس کی آنکھیں تھیں بڑی، گہری اور گھنی پلکوں میں گھری وہ بدلتے رنگوں کی قوسِ قزح جیسی آنکھیں جو کسی بھی پہلی نظر میں ہی اپنی طرف کھینچ لیتی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے چہرے کی ساری خوبصورتی انہی آنکھوں میں سمٹ آئی ہو۔اس کی سادگی میں بھی ایک عجیب کشش تھی۔ایڈرین نے چند لمحوں بعد نظریں ہٹا لیں اور دوبارہ چائے کی طرف متوجہ ہو گیا۔چیف نے اسکارلٹ کی طرف دیکھا۔

"تمہیں اس وقت زمہریر سے دور نہیں رہنا چاہیے خاص طور پر جب حالات پہلے جیسے محفوظ نہیں رہے۔" اسکارلٹ نے ہلکی سی تلخی کے ساتھ مسکرایا۔

"مجھے نہیں لگتا زمہریر کو میری ضرورت ہے اور نہ ہی مجھے کسی ایسے مقام کی ضرورت ہے جہاں مجھے یہ یاد دلایا جائے کہ میں کس کی بیٹی ہوں۔" چیف خاموش رہے۔اسکارلٹ نے اپنی انگلیاں آپس میں بھینچ لیں۔

”میں نے اتنے سال جیسے بھی گزارے، گزار لیے کسی کے ٹکڑوں پر پل کر بھی گزار لیے۔اب کم از کم مجھے اپنی زندگی خود گزارنے دیں۔“ چیف نے نرمی سے کہا،

”تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے۔“اسکارلٹ نے ان کی طرف دیکھا۔

”کیوں؟“ چیف نے چند لمحے اسے دیکھا پھر سامنے رکھی میز کی دراز کھولی۔

”کیونکہ تمہیں کبھی کسی کے ٹکڑوں پر پلنے کی ضرورت نہیں تھی۔“اسکارلٹ کی بھنویں سکڑ گئیں۔

چیف نے دراز سے ایک سیاہ رنگ کا کارڈ نکالا اور اسے انگلیوں کے درمیان تھام لیا۔

”تمہیں ہر ماہ اخراجات کے لیے رقم بھیجی جاتی رہی ہے۔“اسکارلٹ کے چہرے پر حیرت ابھری۔

”کیا؟“ چیف نے کارڈ اس کی طرف بڑھایا۔

”یہ رقم تمہارے والد کی اپنی ہے۔“اسکارلٹ نے کارڈ لینے سے پہلے چند لمحے اسے دیکھا۔”مجھے تو آج تک ایک پیسہ بھی نہیں ملا۔“ چیف نے کارڈ اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔سیاہ سطح پر سنہری نقش سے دو نام درج تھے۔

ADAM EDRISON

SCARLETT ADRISON

RESERVED FUND

نیچے زمہریر کی مخصوص کرنسی کا نشان بنا تھا۔

Zamharir Reel---ZR

چیف نے دھیمی آواز میں کہا،

"یہ تمہارے ڈیڈ نے تمہارے لیے الگ رکھا تھا۔ان کے انتقال کے بعد یہ اکاؤنٹ صرف تمہارے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔" اسکارلٹ نے کارڈ کو پلٹ کر دیکھا۔

"کتنی رقم ہے؟" چیف نے پر سکون لہجے میں جواب دیا

"اتنی کہ تمہیں اپنی بنیادی ضروریات کے لیے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" اسکارلٹ کے ہونٹوں پر ایک بے یقینی آئی۔

"عجیب ہے۔" اس نے کارڈ کو اپنی انگلیوں کے درمیان گھمایا۔ "مجھے آج تک کچھ نہیں ملا۔" چیف خاموش رہے اسکارلٹ کی آواز میں اب شکوہ نمایاں تھا۔

"میری آنٹ نے ہمیشہ یہی کہا کہ میرے پیرنٹس نے میرے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ میں ان کے گھر میں رہتی تھی،ان کے کام کرتی تھی،ان کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتی تھی اور مجھے یہی محسوس کروایا گیا کہ میں ان پر ایک بوجھ ہوں۔" ایڈرین خاموشی سے اپنی چائے پیتا رہا۔اس کی نظریں اسکارلٹ پر

نہیں تھیں مگر چہرے کے تاثرات سے صاف ظاہر تھا کہ گفتگو کا ایک ایک لفظ حفظ کر رہا ہے۔ چیف نے آہستہ سے کہا

”مجھے بتایا گیا تھا کہ تمہاری آنٹ اور کزن تمہیں اپنے اپارٹمنٹ میں رکھتی ہیں اور تمہارا پورا خیال رکھا جارہا ہے۔“ اسکارلٹ نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔

”ایسا نہیں تھا۔“ اس کی آواز اب پہلے سے زیادہ سرد تھی۔ ”وہ دونوں ابھی چھٹیوں پر گئی ہوئی ہیں۔ جب واپس آئیں گی اور مجھے اپارٹمنٹ میں نہیں پائیں گی تو شاید انہیں یہ جاننے کی ضرورت بھی محسوس نہ ہو کہ میں کہاں ہوں۔“ چیف خاموشی سے اسے دیکھتے رہے اسکارلٹ نے کارڈ ٹیبل پر رکھ دیا

”مجھے کسی کی مدد نہیں چاہیے۔“ چیف نے پر سکون لہجے میں جواب دیا

”یہ مدد نہیں ہے اسکارلٹ یہ تمہارا حق ہے۔“ وہ چند لمحے خاموش رہے پھر بولے ”تمہارے ڈیڈ نے تمہارے لیے جو کچھ چھوڑا تھا وہ ہم تمہیں دے رہے ہیں۔ ہم تو صرف وہ چیز تم تک پہنچا رہے ہیں جو پہلے ہی تمہاری تھی۔“ چیف نے دوبارہ کارڈ اس کی جانب بڑھایا چیف نے مزید کہا ”شاید اب وقت آ گیا ہے کہ تم اپنی زندگی دوسروں کے فیصلوں کے مطابق نہیں اپنی مرضی سے جیو لیکن زمہریر میں رہتے ہوئے

جس کے لئے تمہیں یہاں رہ کر یہاں کے اصول اور یہاں کی زندگی اپنانی ہوگی۔" اسکارلٹ نے کارڈ پکڑ کر اپنی مٹھی میں بند کر لیا۔ اسکارلٹ نے خاموشی سے سر اٹھایا چیف کا لہجہ اب قدرے سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"اور ایک اہم بات یہاں کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ تم ایڈم ایڈریسن کی بیٹی ہو۔"

"تم اکیڈمی میں ایک عام طالبہ کے طور پر جاؤ گی تمہاری اصل شناخت فی الحال صرف چند لوگوں تک محدود رہے گی۔"

"سمجھ گئی۔" چیف نے اطمینان سے سر ہلایا۔ پھر انہوں نے ایڈرین کی طرف دیکھا۔

"اور ایک ہفتے کے لیے تمہارا رہنے کا انتظام ایڈرین کے ویلا میں کیا گیا ہے۔" ایڈرین کی انگلیاں کپ کے کنارے پر رک گئیں۔ ایڈرین نے سنجیدگی سے چیف کی طرف دیکھا۔

"چیف آپ جانتے ہیں کہ میں مہمان رکھنے کا عادی نہیں ہوں۔" چیف کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"مجھے معلوم ہے۔" ایڈرین نے ایک لمحے کے لیے اسکارلٹ کی طرف دیکھا پھر دوبارہ چیف کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "وہاں اور بھی جگہیں موجود ہیں۔ کسی دوسرے مقام کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔" چیف نے سکون سے جواب دیا

"کیا جاسکتا ہے۔" وہ چند لمحے رک کے پھر سنجیدگی سے بولے "لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اسے خود زمہریر سے متعارف کرواؤ۔ایک ہفتہ بہت ہے۔" ایڈرین نے کچھ کہنا چاہا مگر چیف نے ہاتھ کے معمولی سے اشارے سے اسے روک دیا۔

"ایڈرین۔" چند لمحوں تک کمرے میں خاموشی رہی۔ چیف نے اطمینان سے سر ہلایا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم اس ذمہ داری کو بخوبی نبھاؤ گے۔" ایڈرین نے مزید بحث نہیں کی۔ وہ دوبارہ اپنی چائے کی طرف متوجہ ہو گیا۔اسکارلٹ نے اپنی مٹھی میں بند سیاہ کارڈ کو دیکھا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ زمہریر میں گزارا جانے والا یہ ایک ہفتہ اس کی زندگی کا ایک نیا باب نہیں بلکہ ایسے شخص کے ساتھ اس کی آزمائش بننے والا تھا جس کی موجودگی آنے والے دنوں میں اسے بار بار اپنی طرف متوجہ بھی کرے گی اور الجھائے گی بھی۔

ایڈرین کو بھی ابھی اندازہ نہیں تھا کہ اس خاموش سی لڑکی کا اس کے ویلا میں داخل ہونا اس کی پُر سکون زندگی میں کتنی بڑی ہلچل پیدا کرنے والا تھا۔

-----------------*

چیف کے آفس کا دروازہ اس کے پیچھے آہستگی سے بند ہوا۔ کلک کی ہلکی سی آواز کوریڈور کی خاموشی میں گونج گئی۔ اسکارلٹ چند لمحے وہیں کھڑی رہی۔ اس کی مٹھی میں اب بھی وہ سیاہ کارڈ دبا ہوا تھا جبکہ کمرے کے اندر ہونے والی گفتگو کے الفاظ اس کے ذہن میں ایک ساتھ گونج رہے تھے۔ اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا اور سامنے پھیلے ہیڈ کوارٹر کے وسیع روشن کوریڈور پر نظر دوڑائی۔ شفاف دیواروں کے اندر نیلی روشنی کی باریک لہریں مسلسل حرکت کر رہی تھیں جیسے ان کے اندر کوئی خاموش برقی دریا بہہ رہا ہو۔ اسکارلٹ نے چلنا شروع کیا۔ اس کے بوٹوں کی مدھم آواز چمکدار فرش پر گونج رہی تھی۔ وہ چند قدم ہی آگے بڑھی تھی کہ سامنے سے ایک گارڈ آتا دکھائی دیا۔ اس کے قریب پہنچ کر وہ احترام سے رک گیا۔

''مس ایڈریسن۔'' اسکارلٹ نے نظریں اٹھائیں۔

''جی؟'' گارڈ نے مختصر انداز میں سر جھکایا۔

''ماسٹر ایڈرین جا چکے ہیں۔ آپ کے لیے گاڑی تیار ہے۔'' اس کے چہرے پر ہلکی سی الجھن ابھری۔

''وہ۔۔۔ چلے گئے؟''

''جی۔'' گارڈ نے دائیں جانب موجود شفاف دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ ''ڈرائیور آپ کو ویلا لے جائے گا۔'' اسکارلٹ نے ایک لمحے کے لیے کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموشی سے سر ہلا دیا اور اس کے

اشارے کی سمت چل پڑی۔ ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلتے ہی ٹھنڈی ہوا نے اس کے چہرے کو چھوا۔ اس نے فوراً اوور کوٹ کا کالر ذرا قریب کر لیا۔ رات مکمل طور پر پھیل چکی تھی مگر زمہریر کی راتیں ایسٹونیا کی راتوں جیسی تاریک نہیں تھیں۔ سڑکوں کے دونوں کناروں پر بلند، شفاف لیمپس نصب تھے، جن کے اندر نیلی اور سفید روشنی دھیرے دھیرے بدل رہی تھی۔ زمین کے کناروں پر بنی باریک روشن لائنیں کسی نقشے کی طرح دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ سامنے ایک سیاہ، طویل سیڈان خاموشی سے کھڑی تھی جس کے کناروں پر چاندی جیسی مدھم روشنی چل رہی تھی۔ اسکارلٹ ابھی اسے غور سے دیکھ ہی رہی تھی گاڑی کی ظاہری شکل عام گاڑیوں جیسی تھی مگر اس کے پہیے نیچے زمین کو چھونے کے بجائے ایک باریک نیلی روشنی سے مسلسل جل رہے تھے۔ گاڑی حقیقت میں سڑک سے چند انچ اوپر معلق تھی۔ ڈرائیور نے اسکارلٹ کو آتے دیکھا تو فوراً پچھلا دروازہ کھول دیا۔

''مس ایڈریسن۔'' وہ احترام سے ایک طرف ہٹتے ہوئے بولا ''پلیز۔'' اسکارلٹ اندر بیٹھ گئی۔ نرم نشست پر بیٹھتے ہی دروازہ خاموشی سے بند ہو گیا۔ ڈرائیور نے سامنے موجود کنٹرول پینل پر ہاتھ رکھا تو گاڑی آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ اسکارلٹ نے اپنی مٹھی میں دبے بلیک کارڈ پر ایک نظر ڈالی۔ کھڑکی سے آنے والی روشنی اس کی سیاہ سطح پر ڈل رہی تھی۔ اس نے کارڈ اوور کوٹ کی جیب میں رکھنے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر جیسے ہی انگلیاں جیب میں گئیں کسی ٹھنڈی دھاتی چیز سے ٹکرا گئیں۔ اس نے وہ چیز پکڑ کر باہر نکالی۔ ایک چابی اس کی ہتھیلی پر آ گئی۔ اسکارلٹ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ یہ وہی چابی تھی جو اس

نے ابھی چیف سے مانگی تھی۔اس کے ڈیڈ ایڈم ایڈریسن کے ویلا کی چابی۔اس نے اسے انگلیوں کے درمیان آہستگی سے گھمایا تو اسی لمحے چیف کے الفاظ ذہن میں گونج اٹھے۔

"تم ابھی وہاں جاکر نہیں رہ سکتیں سکارلٹ اس وقت تمہارا وہاں ہونا سوال پیدا کر سکتا ہے میں نہیں چاہتا کہ کسی کو تم پر یا تمہاری واپسی پر شک ہو۔" اسکارلٹ نے ایک لمحے کے لیے چابی کو دیکھا پھر اسے واپس اسی جیب میں رکھ دیا۔ بلیک کارڈ بھی اس نے اسی جیب میں ڈال دیا۔اب وہاں دونوں چیزیں محفوظ تھیں اس کے ڈیڈ کے ویلا کی چابی اور وہ کارڈ جس پر اس کے لیے رکھی گئی رقم موجود تھی اس نے جیب پر ہلکا سا ہاتھ رکھا پھر نشست سے ٹیک لگا کر سر کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔

شروع میں اسے محسوس ہوا کہ گاڑی عام سڑک پر چل رہی ہے مگر چند سیکنڈ بعد نیچے کا منظر واضح ہونے لگا۔ گاڑی کے پہیے حرکت نہیں کر رہے تھے۔اس کے بجائے وہ سڑک کی سطح پر بنی روشن پٹی کے اوپر چند انچ بلند ہو کر پھسل رہے تھے۔اسکارلٹ بے اختیار کھڑکی کے قریب ہوئی اور نیچے جھانکا۔ سڑک عام سڑک نہیں تھی۔ پورے راستے پر شفاف تہہ کے نیچے روشن پینلز نصب تھے۔ایک پینل کے ختم ہونے سے پہلے اگلا روشن ہو جاتا اور اسی ترتیب سے روشنی آگے بڑھتی چلی جاتی۔ گاڑی جیسے ہی کسی نئے حصے میں داخل ہوتی اس کے نیچے موجود روشنی مزید روشن ہو جاتی۔

نہ گاڑی کوئی جھٹکا دیتی تھی، نہ انجن کی تیز آواز پیدا ہوتی تھی۔ صرف ایک ہلکی سی مسلسل گونج سنائی دے رہی تھی جیسے کسی طاقتور نظام کی خاموش حرکت ہو۔ اسکارلٹ چند لمحے نیچے دیکھتی رہی پھر اس کی نظریں سامنے اٹھ گئیں۔ اگلے ہی لمحے وہ واقعی حیران رہ گئی۔ اس سڑک کے اوپر بھی راستے موجود تھے۔ کئی گاڑیاں آسمان میں مخصوص بلندی پر بنے روشن راستوں پر سفر کر رہی تھیں۔ کچھ ان سے کافی اوپر تھیں جبکہ کچھ دوسری سمت سے آ رہی تھیں۔ ہر فضائی راستے کے کناروں پر باریک روشنیوں کی لائن بنی ہوئی تھی جو واضح کرتی تھی کہ کون سی گاڑی کس سمت میں جا سکتی ہے۔ ایک سفید گاڑی ان کے اوپر سے گزری۔ اس کے نیچے بھی پہیے نہیں تھے صرف نرم سی نیلی روشنی جل رہی تھی۔ زمہریر میں سڑکیں صرف زمین پر نہیں تھیں۔ یہاں راستے زمین کے اوپر بھی تھے اور آسمان میں بھی۔ اس نے شیشے سے باہر نظریں دوڑائیں۔ دونوں جانب بلند عمارتیں کھڑی تھیں۔ کسی عمارت کی پوری بیرونی دیوار شیشے کی تھی اور اندر سینکڑوں روشن کمروں کی قطاریں دکھائی دے رہی تھیں، کسی عمارت کے سامنے بڑے ڈیجیٹل اسکرینز نصب تھے جن پر مسلسل خبریں، موسم کی اطلاعات اور شہر کے مختلف حصوں کی معلومات بدل رہی تھیں۔ ایک بڑے سائن بورڈ پر چند لمحوں کے لیے زمہریر کے موسم کی اطلاع نمودار ہوئی، پھر وہ غائب ہو گئی اور اس کی جگہ شہر کے ایک دوسرے حصے کی خبر آ گئی۔ سڑک کے کنارے چھوٹے چھوٹے سروس روبوٹس بھی حرکت کر رہے تھے۔ ایک روبوٹ سڑک کے

کنارے موجود اسٹور کے باہر سامان ترتیب دے رہا تھا جبکہ دوسرا ایک بزرگ شخص کے ہاتھ میں موجود بیگ اٹھائے اس کے ساتھ چل رہا تھا۔

اسکارلٹ کی نگاہیں مسلسل بدلتے مناظر کا پیچھا کر رہی تھیں۔اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ایسے شہر سے گزر رہی ہے جسے دنیا نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔یہاں کی ہر چیز جدید تھی پورا شہر میں ایسا تھا کہ عام دنیا سے بالکل مختلف محسوس ہو رہا تھا۔شاید اس لیے کہ وہ یہاں پہلی بار آئی تھی۔

گاڑی ایک بلند لائٹ پینل روڈ پر آگے بڑھتی رہی۔اسکارلٹ نے شیشے کے پار دور دیکھا تو برف سے ڈھکی ایک وسیع وادی کے دوسرے حصے میں ایک شاندار عمارت ابھرتی ہوئی دکھائی دی۔اس کی بلند دیواریں برفانی روشنی میں سفید اور نیلی محسوس ہو رہی تھیں۔عمارت کے سامنے وسیع میدان تھا۔کئی حصے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے جبکہ بلند برجوں کے درمیان روشن راستے بنے ہوئے تھے۔

اسکارلٹ کی نگاہ وہیں رک گئی۔اس نے آہستہ سے خود سے کہا

"کیا یہی اکیڈمی ہے؟" گاڑی آگے بڑھتی رہی اور عمارت آہستہ آہستہ دور ہونے لگی مگر اسکارلٹ کی نظریں اب بھی اسی پر جمی تھیں۔ایک ہفتے بعد اسے یہیں آنا تھا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ اس عمارت کے اندر اس کے لیے کیا انتظار کر رہا تھا۔نہ یہ کہ وہاں کون لوگ ہوں گے، نہ یہ کہ وہ وہاں کس حیثیت سے داخل ہو گی۔کچھ گھنٹے پہلے تک وہ ایسٹونیا کی اپنی دنیا میں تھی۔اب وہ ایک ایسی پوشیدہ دنیا کے درمیان سفر کر رہی تھی جس کا نام تک شاید دنیا کے بیشتر لوگوں نے نہیں سنا تھا۔اور سب سے عجیب

بات یہ تھی کہ اسے ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ زمہریر میں اسے یہاں کیوں بلایا تھا۔گاڑی شہر کے مرکزی حصے سے نکل کر زمہریر کی ایک پُر سکون رہائشی سوسائٹی میں داخل ہو چکی تھی۔ کشادہ سڑک دونوں جانب پھیلے خوب صورت ویلاز کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ہر ویلا اپنی تعمیر میں دوسرے سے مختلف تھا۔اسے اب تک زمہریر کی ایک بات سمجھ نہیں آرہی تھی۔ یہ جگہ جدید بھی تھی اور عجیب طرح سے پُر سکون بھی۔ یہاں شہر جیسا شور نہیں تھا، نہ ٹریفک کا ہنگامہ، نہ لوگوں کی بھیڑ۔ صرف برف سے ڈھکی سڑکیں، خاموش روشنیاں اور دور دور تک پھیلے خوب صورت گھر۔کچھ فاصلے تک آگے بڑھنے کے بعد گاڑی ایک نسبتاً کشادہ گلی میں داخل ہوئی۔چند لمحوں بعد ڈرائیور نے رفتار کم کر دی۔ سامنے ایک وسیع سفید ویلا نمودار ہوا۔اس کی بیرونی دیواریں ہلکے سفید پتھر سے بنی ہوئی تھیں۔ دو منزلہ عمارت کی لمبی کھڑکیاں سیاہ شیشے کی تھیں، جبکہ مرکزی دروازے تک جاتی راہ کے دونوں جانب درخت قطار میں کھڑے تھے۔ برف کی ہلکی تہہ پورے لان پر پھیلی ہوئی تھی۔ گاڑی ویلا کے سامنے بنے چھوٹے سے داخلی حصے میں آکر رک گئی۔ ڈرائیور نے اپنی نشست سے مڑ کر اسکارلٹ کی طرف دیکھا۔

”ہم پہنچ گئے ہیں میڈم“ اسکارلٹ نے سر ہلایا اور دروازہ کھولنے لگی مگر اچانک اس کی نظر سامنے سے ذرا دائیں جانب چلی گئی۔ وہاں ایک اور ویلا تھا مگر اس میں باقی گھروں جیسی کوئی روشنی نہیں تھی۔ نہ

بیرونی لیمپس روشن تھے، نہ کھڑکیوں کے اندر کسی کمرے کی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔اس کا پورا احاطہ ایک عجیب خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔

بلند سیاہ گیٹ بند تھا۔اس کے اندر برف سے ڈھکا وسیع راستہ خالی پڑا تھا۔درختوں کی شاخوں پر جمی برف کئی جگہ موٹی ہو چکی تھی جیسے وہاں کافی عرصے سے کسی نے قدم نہ رکھا ہو۔اسکارلٹ کی نظریں وہیں ٹھہر گئیں۔اس کے اندر اچانک ایک عجیب سی بے چینی پیدا ہوئی۔اسے خود بھی سمجھ نہیں آئی کہ آخر اس بند ویلا کو دیکھ کر اس کے دل میں یہ کیفیت کیوں پیدا ہوئی اس کی خاموشی میں کوئی ایسی چیز تھی جو اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی؟اس نے قدرے غور سے گھر کی طرف دیکھا۔اوپری منزل کی ایک کھڑکی کے نیچے پتھر پر بنا ہوا ایک مدھم سا نشان نظر آرہا تھا۔برف نے اس کا بیشتر حصہ ڈھانپ رکھا تھا مگر اس کے باوجود اسکارلٹ کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے عجیب سی پہچان ابھری۔اس نے فوراً نظریں ہٹا لیں جیسے ذہن نے کسی پرانی یاد کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی ہو مگر وہ یاد ابھی اس کی گرفت میں نہ آئی ہو۔

"میڈم؟" ڈرائیور کی آواز پر اسکارلٹ نے پلکیں جھپکیں۔وہ دھیرے سے گاڑی سے باہر اتر آئی۔اس کے جوتے برف سے ڈھکی زمین پر پڑے تو ہلکی سی چرچراہٹ پیدا ہوئی۔اس نے ایک لمحے کے لیے پھر اس بند ویلا کی طرف دیکھا۔اس بار اس کی نظر چند لمحے ٹھہری پھر اس نے خاموشی سے اپنا اوور کوٹ درست کیا اور سامنے موجود روشن ویلا کی طرف بڑھ گئی۔

اسے ابھی معلوم نہیں تھا کہ اس خاموش گھر کے بند دروازوں کے پیچھے اس کی اپنی زندگی کا ایک ایسا حصہ محفوظ تھا جس تک پہنچنے میں اسے ابھی وقت لگنا تھا۔اور شاید اسی لیے اس ویلا کی خاموشی اتنی مانوس محسوس ہوئی تھی۔

ڈرائیور فوراً گاڑی سے باہر نکلا اور اس کے پچھلے حصے کی طرف گیا۔اس نے ڈِگی کھولی اور اسکارلٹ کا سوٹ کیس باہر نکال کر احتیاط سے زمین پر رکھا ہی تھا کہ مرکزی دروازے کے قریب کھڑا گارڈ آگے بڑھ آیا۔اس نے ڈرائیور سے سوٹ کیس لے لیا۔ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا اسکارلٹ کے چہرے سے ٹکرایا تو اس نے بے اختیار اپنا کوٹ اپنے گرد سمیٹ لیا اور ایک نظر سامنے موجود ویلا پر ڈالی جہاں اسے اگلا ایک ہفتہ گزارنا تھا۔گارڈ نے احترام سے سر جھکایا۔

"مس ایڈریسن۔" اسکارلٹ نے مختصراً اس کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا۔گارڈ سوٹ کیس اٹھا کر مرکزی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ اسکارلٹ اس کے پیچھے چلنے لگی۔جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچی بلند سفید دروازہ آہستگی سے اندر کی جانب کھل گیا۔

اندر داخل ہوتے ہی اسکارلٹ کے قدم ایک لمحے کے لیے رک گئے۔سامنے فرش ہلکے کریم رنگ کے سنگِ مرمر سے بنا ہوا تھا جس کی صاف سطح پر اوپر سے اترتی نرم روشنی منعکس ہو رہی تھی۔بلند چھت کے عین درمیان ایک نفیس کرسٹل چینڈلیئر آویزاں تھا۔اس کے شفاف کرسٹل کے ٹکڑوں سے

پھوٹتی مدھم سنہری روشنی پورے ہال میں پھیل رہی تھی۔دونوں جانب سادہ مگر نفیس وال پینلز لگے ہوئے تھے، جبکہ سامنے سے ایک کشادہ سفید سیڑھی اوپر کی منزل کی طرف جا رہی تھی۔

اسکارلٹ ابھی اس جگہ کو غور سے دیکھ ہی رہی تھی کہ اس کی نظر سامنے کھڑے بٹلر پر پڑی۔وہ تقریباً پچاس برس کا تھا۔اس نے سیاہ رنگ کا نفیس تھری پیس سوٹ پہن رکھا تھا۔بالوں میں ہلکی سفیدی نمایاں تھی مگر اس کی وضع قطع نہایت مرتب تھی۔وہ سیدھا کھڑا تھا اور ہاتھ احترام سے سامنے بندھے ہوئے تھے۔اسکارلٹ کو دیکھتے ہی اس نے ہلکا سا سر جھکایا۔

"ویلا میں خوش آمدید مس ایڈریسن"

اسکارلٹ نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا۔

"تھینک یو۔"اس کے چہرے پر ہلکی سی پیشہ ورانہ مسکراہٹ آئی۔

"میرا نام ہاورڈ ہے۔میں اس ویلا کا بٹلر ہوں۔"اس نے مختصراً تعارف کروایا پھر کہا"آپ کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو آپ مجھے یا اسٹاف کو بتا سکتی ہیں۔"اسکارلٹ نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔اسی لمحے اس کے پیچھے موجود گارڈ سوٹ کیس کے ساتھ اندر آیا۔ہاورڈ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا پھر دائیں

جانب کھڑی ایک خاتون کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ درمیانی عمر کی عورت تھی اور اس نے سادہ مگر صاف ستھری اسٹاف یونیفارم پہن رکھی تھی۔

"ماریہ۔" عورت فوراً ایک قدم آگے بڑھی۔

"جی سر" ہاورڈ نے اسکارلٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"مس ایڈریسن کو ان کے روم میں لے جائیے ان کا سامان بھی وہاں رکھوا دیں۔"

"اوکے سر" ماریہ نے احترام سے جواب دیا پھر اسکارلٹ کی طرف رخ کر کے نرمی سے مسکرائی۔ "میرے ساتھ آئیں مس ایڈریسن۔"

اسکارلٹ نے ایک آخری نظر کشادہ ہال پر ڈالی اور ماریہ کے پیچھے چل پڑی۔ گارڈ سوٹ کیس اٹھائے ان کے پیچھے آ گیا۔ وہ سفید سنگِ مرمر کی کشادہ سیڑھیوں کی طرف بڑھیں۔ سیڑھیوں کے کناروں کے ساتھ مدھم سنہری لائٹ اسٹرپس لگی ہوئی تھیں جو ہر قدم کے ساتھ نرم روشنی بکھیر رہی تھیں۔ اوپر پہنچتے ہی ایک لمبا کوریڈور سامنے پھیل گیا۔ دونوں جانب بند دروازے تھے ماریہ کوریڈور کے تقریباً آخری

حصے میں جا کر رک گئی اور سامنے موجود دروازہ کھولا۔

”یہ آپ کا روم ہے۔“ اسکارلٹ اندر داخل ہوئی۔ کمرہ کشادہ تھا مگر غیر ضروری سجاوٹ سے پاک تھا۔ دیواروں کا رنگ ہلکا آف وائٹ تھا۔ سامنے کوئین سائز بیڈ رکھا تھا جس پر سفید چادریں اور گہرے سرمئی رنگ کا نرم بلینکٹ ترتیب سے بچھا ہوا تھا۔ کھڑکی کے قریب ایک آرام دہ ریڈنگ چیئر رکھی تھی جس کے ساتھ چھوٹی لکڑی کی ٹیبل موجود تھی۔ دوسری جانب بلٹ اِن وارڈروب تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں سادہ ڈیسک اور اس کے ساتھ کرسی رکھی ہوئی تھی۔ گارڈ نے سوٹ کیس اندر لا کر وارڈروب کے قریب رکھ دیا۔

”تھینک یو۔“ اسکارلٹ نے مختصراً کہا۔ گارڈ نے سر جھکایا اور واپس باہر چلا گیا۔ ماریا نے کمرے کے دائیں جانب موجود دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ ”واش روم ادھر ہے فریش ٹاولز اور باقی ضروری چیزیں موجود ہیں۔“

اسکارلٹ نے سر ہلایا۔ ”ٹھیک ہے۔“ ماریا نے دروازے کے قریب لگے چھوٹے ڈیجیٹل پینل کی طرف اشارہ کیا۔ ”اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس پینل سے اسٹاف کو کال کر سکتی ہیں۔“ پھر وہ ہلکا سا مسکرائی۔ ”آپ فریش ہو جائیں۔ سفر کے بعد آپ کو آرام کی ضرورت ہو گی۔“ اسکارلٹ نے پہلی بار قدرے نرم لہجے میں کہا

”تھینک یو ماریا“ ماریا نے احترام سے سر جھکایا۔

"آپ آرام کریں مس ایڈریسن۔" وہ باہر چلی گئی اور دروازہ آہستگی سے بند ہو گیا۔اسکارلٹ چند لمحوں تک وہیں کھڑی رہی۔اس کی نظریں کمرے کے کونے میں رکھے بند سوٹ کیس پر گئیں مگر وہ اس کی طرف نہیں بڑھی۔اس نے آہستگی سے اوور کوٹ کے بٹن کھولے اسے قریب رکھی کرسی کی پشت پر رکھا اور اٹیچڈ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔کچھ لمحے بعد باہر آئی اس نے صرف چہرہ دھویا تھا۔اس کے پرل،ہئیر زاب پونی ٹیل سے نکل کر کندھوں کے گرد بکھر چکے تھے۔چند لٹیں پانی سے گیلی ہو کر اس کے گالوں اور گردن سے چپکی ہوئی تھیں جبکہ باقی بال بے ترتیبی سے کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ چہرے پر پانی کے چند قطرے ابھی پوری طرح خشک نہیں ہوئے تھے۔اس نے ہاتھ سے بال پیچھے کیے اور چند لمحے خاموش کھڑی رہی پھر نظر کھڑکی کی طرف گئی۔باہر برف اب بھی خاموشی سے گر رہی تھی۔آہستگی سے کھڑکی کے قریب جا کر باہر دیکھتے ہوئے کچھ سوچنے لگی۔

--------------*

رات کے تقریباً ایک بج رہے تھے۔وائٹ ولا کی بالائی منزل مکمل خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اسکارلٹ اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب کھڑی تھی۔اس نے سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی،کندھے پر

ایک چھوٹا سا سیاہ بیگ لٹک رہا تھا۔ سر پر سیاہ کیپ تھی جس کا اگلا حصہ اس کے چہرے پر سایہ ڈال رہا تھا، سیاہ ماسک نے چہرے کا نچلا حصہ چھپا رکھا تھا۔ چند لمحوں تک وہ خاموشی سے باہر دیکھتی رہی۔ پھر پلٹ کر پورے کمرے پر ایک نظر دوڑائی۔ بستر کے قریب رکھا چھوٹا سا لیمپ مدھم روشنی دے رہا تھا جبکہ میز پر چند چیزیں بکھری ہوئی تھیں۔ کمرے میں کوئی غیر معمولی بے ترتیبی نہیں تھی؛ اسکارلٹ نے بیگ کی زِپ ایک بار پھر چیک کی پھر آہستگی سے کھڑکی کا لاک کھول دیا۔ کھڑکی کھلتے ہی برفانی ہوا کا تیز جھونکا اندر داخل ہوا اور اس کی کیپ کا کنارہ لہرا گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے کیپ سنبھالی اور باہر جھانک کر نیچے کا جائزہ لیا۔ وِلا کا پچھلا حصہ زیادہ تر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسکارلٹ نے ایک لمحے کے لیے نیچے دیکھا، پھر بیگ کو کندھے پر مضبوطی سے درست کیا اور کھڑکی کی چوکھٹ پر قدم رکھ دیا۔ احتیاط سے اپنا وزن باہر منتقل کرتے ہوئے وہ پلیٹ فارم پر اتر آئی۔ سرد دھات پر جمی برف اور نمی نے اسے پھسلن بھرا بنا دیا تھا۔ ایک ہاتھ دیوار پر ٹکاتے آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگی۔ ہر قدم سے پہلے نیچے دیکھتی اگلا قدم بڑھاتی۔ چند لمحوں بعد اس کے پاؤں زمین پر جا ٹکے۔ اپنا بیگ درست کیا اور اوپر کی طرف دیکھا کمرے کی کھڑکی کھلی تھی۔ چند سیکنڈ وہیں رکنے کے بعد اس نے نظریں ہٹائیں اور وِلا کے پچھلے حصے سے نکلنے والی تنگ راہداری کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ فاصلے تک چلنے کے بعد وائٹ وِلا کی سفید دیواریں اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں سامنے زمہریر کا جدید شہر پھیلا ہوا تھا۔

زمہریر کی رات خاموش نہیں تھی۔ برف مسلسل گر رہی تھی مگر شہر اپنی رفتار سے رواں تھا۔ گرم کوٹس میں ملبوس لوگ سڑکوں پر چل رہے تھے، گاڑیاں برف سے ڈھکی سڑکوں پر روشنی کی لکیریں بناتی گزر رہی تھیں جبکہ اوپر ایک خودکار ٹرانسپورٹ کیپسول شیشے کے ٹریک پر خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ اسکارلٹ نے اپنی کیپ قدرے آگے کھینچی تاکہ اس کا چہرہ مزید چھپ جائے۔ پھر ماسک درست کیا اور لوگوں کے درمیان شامل ہو گئی۔ اس کا سر قدرے جھکا ہوا تھا کسی کی نظر اس پر ٹھہرنے سے پہلے ہی وہ آگے نکل گئی۔ کچھ دیر بعد وہ شہر کے ایک بڑے بازار میں داخل ہوئی۔ رات کے اس پہر بھی یہ علاقہ خاصا مصروف تھا۔ دکانوں کے شیشے کے دروازے مسلسل کھل اور بند ہو رہے تھے، سڑک کے دونوں طرف روشن سائن بورڈز نصب تھے اور اوپر لٹکتی ہولوگرافک اسکرینز مختلف رنگوں کی روشنی برف پر بکھیر رہی تھیں۔ اسکارلٹ ارد گرد نظر دوڑا کر بیگ کی پٹی مضبوطی سے تھامے لوگوں کے درمیان سے آگے بڑھتی رہی۔ اس کے قدم پُرسکون تھے، نظریں مسلسل اپنے ارد گرد کی نقل و حرکت کا جائزہ لے رہی تھیں۔

*___________*__________*

دوسری جانب اسی وقت وائٹ وِلا کی بالائی منزل پر ایک دروازہ کھلا۔ہاورڈ اسکارلٹ کے کمرے کی طرف آیا اور دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔کوئی جواب نہیں آیا۔اس نے دوبارہ دستک دی مگر اندر اب بھی مکمل خاموشی تھی۔ہاورڈ نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔کمرے میں ہلکی روشنی جل رہی تھی مگر اسکارلٹ وہاں موجود نہیں تھی۔وہ چند لمحے دروازے کے قریب کھڑا کمرے کا جائزہ لیتا رہا پھر اس کی نظر کھڑکی کی طرف اٹھ گئی۔کھڑکی کھلی تھی اور پردے سرد ہوا کے جھونکوں سے ہلکے ہلکے حرکت کر رہے تھے۔وہ فوراً کھڑکی کے قریب پہنچا اور نیچے جھانکا۔برف پر تازہ قدموں کے نشان واضح تھے جو کھڑکی کے نیچے سے دور تک جاتے دکھائی دے رہے تھے۔اس کے چہرے سے اطمینان کے آثار فوراً غائب ہو گئے۔ہاورڈ نے تیزی سے کام میں موجود کمیونیکیشن ڈیوائس کو ایکٹیویٹ کرتے اور ایڈرین کے اسسٹنٹ سے رابطہ کیا۔

*__________*__________*

ایڈرین اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا سامنے ہوا میں ایک وسیع ہولوگرافک اسکرین پھیلی ہوئی تھی جس پر مختلف کمپنیوں کے پروپوزل،انویسٹمنٹ، متوقع پرافٹ اور کانٹیکٹ کی تفصیلات ایک منظم انداز میں موجود تھیں۔اس وقت وہ چند بڑی کمپنیوں کے سربراہوں کے ساتھ ایک اہم کاروباری میٹنگ میں مصروف تھا۔

''ہم اس منصوبے میں پچاس فیصد سرمایہ کاری کے لیے تیار ہیں لیکن منافعے میں ہمارا حصہ ساٹھ فیصد ہونا چاہیے۔'' رچرڈ نے اپنی تجویز پیش کی۔ایڈرین نے جواب دینے کے بجائے اسکرین پر موجود اعداد و شمار کا دوبارہ جائزہ لیا۔اس کی نظریں چند لمحوں تک سرمایہ کاری اور متوقع اخراجات کے درمیان موجود فرق پر ٹھہریں۔

''آپ کی سرمایہ کاری پچاس فیصد ہے لیکن ساٹھ فیصد منافعے کے ساتھ عملی اخراجات اور رسک بھی اسی تناسب سے برداشت کرنا ہوں گے پروپوزل میں یہ شرط رکھنا ٹھیک نہیں۔'' رچرڈ چند لمحوں کے لیے خاموش رہا۔ پھر اس نے قدرے سنجیدگی سے کہا

''اگر ہم operating expenses کا پچاس فیصد بھی اپنے ذمہ لے لیں تو؟'' ایڈرین نے ہولو گرافک اسکرین پر موجود ایک اور table کھولا اور مختصر جائزے کے بعد بولا، ''اس لحاظ سے ساٹھ فیصد مناسب رہے گا لیکن ابتدائی بارہ ماہ کے نتائج کا جائزہ لیا جائے گا۔اگر منصوبہ طے شدہ ٹارگٹ حاصل نہ کر سکا تو منافع کا تناسب دوبارہ طے ہو گا۔'' رچرڈ نے چند لمحے سوچنے کے بعد سر ہلایا۔

''اوکے'' ایڈرین نے سر ہلایا اور معاہدے کی شرائط اسکرین پر محفوظ کر دیں۔

''ترمیم شدہ نکات قانونی ٹیم کے ساتھ بھی شیئر کر دیجیے۔ حتمی منظوری کے بعد اگلے مرحلے پر جائیں گے۔'' میٹنگ میں موجود دوسرے شخص جارج نے فوراً اپنی کمپنی کی شراکت داری کی تجویز سامنے

رکھی۔ایڈرین نے اس کی پیشکش سنی اور معاہدے کی مدت، ادائیگی کے طریقۂ کار اور پارٹنر شپ کی چند بنیادی شرائط سے متعلق سوالات کیے۔ جارج نے ایک ایک نکتے کی وضاحت کی جس کے بعد ایڈرین نے چند ترامیم تجویز کیں۔ مختصر گفتگو کے بعد جارج بھی نئی شرائط پر متفق ہو گیا۔

"ترمیم شدہ معاہدے آج ہی ہماری قانونی ٹیم کو بھیج دیجیے۔ منظوری کے بعد اگلا مرحلہ شروع کر دیں گے۔" ایڈرین نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ چند لمحوں بعد ہولو گرافک اسکرین پر موجود تمام کھڑکیاں ایک ایک کر کے غائب ہو گئیں اور آفس میں دوبارہ خاموشی پھیل گئی۔ ایڈرین نے سامنے رکھی فائل اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"کم ان۔" دروازہ کھلا اور اس کا اسسٹنٹ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹیبلٹ تھا۔ وہ سیدھا ایڈرین کی میز کے قریب پہنچا اور سنجیدہ انداز میں بولا

"سر گودام میں لگی آگ کے واقعے سے متعلق ایک اطلاع ہے۔" اس نے ٹیبلٹ ایڈرین کے سامنے رکھتے ہوئے بات جاری رکھی "ہم نے اس واقعے سے متعلق تمام خبریں میڈیا، نیوز ویب سائٹس اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز سے ہٹوا دی ہیں۔ فی الحال کہیں بھی اس واقعے کی کوئی خبر موجود نہیں۔" ایڈرین نے ٹیبلٹ اٹھایا اور اسکرین پر موجود معلومات پر ایک نظر ڈالی۔ اس کے چہرے کے تاثرات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔

”اور پر اسیکیوٹر؟“

”وہ تفتیش جاری رکھنا چاہتا ہے۔“ ایڈرین کی نظریں چند لمحوں کے لیے اسکرین پر ٹھہری گئیں چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ اس نے ٹیبلٹ ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑا اور پوری طاقت سے فرش پر دے مارا۔ ٹیبلٹ ٹوٹ کر کئی حصوں میں بکھر گیا۔ اس کی انگلیاں آہستہ آہستہ لمبی اور نوکیلی ہونے لگیں، گردن کی رگیں نمایاں ہو گئیں اور اس کی آنکھوں میں گہرا روبی رنگ اتر آیا۔

”میں ذس پر اسیکیوٹر سے خود ملنا چاہوں گا جس نے ایڈرین ایلسن پر ہاتھ ڈالا ہے۔“ اس سے پہلے کہ اس کا اسسٹنٹ کچھ کہتا اسکا فون بج اٹھا اسنے کال اٹھاتے کان سے لگایا تھا۔ دوسری طرف ہاورڈ کی آواز سنائی دی ”سر مس اسکارلٹ اپنے کمرے میں نہیں ہیں کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور باہر برف میں تازہ قدموں کے نشان بھی موجود ہیں۔“ اسسٹنٹ کا چہرہ فوراً سنجیدہ ہو گیا۔

”کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا ہاورڈ میں ابھی سیکیورٹی دیکھتا ہوں۔“ اس نے کال ختم کی اور فوراً ایڈرین کی طرف دیکھا۔

”سر مس اسکارلٹ وائٹ ویلا میں نہیں ہیں۔“ ایڈرین کی نظریں فوراً اس پر جم گئیں۔

”سیکیورٹی کیمرے چیک کرو۔“ اسسٹنٹ نے فوراً سیکیورٹی سسٹم اون کیا اور وائٹ پیلس کے کیمروں تک رسائی حاصل کی چند لمحوں بعد ایک منظر ہولو گرافک اسکرین پر نمودار ہوا۔

اسکارلٹ سیاہ جیکٹ، سیاہ کیپ اور ماسک پہنے وائٹ پیلس کے پچھلے راستے سے باہر نکل رہی تھی۔اس کے کندھے پر بیگ تھا۔وہ تیزی سے آگے بڑھی ایک موڑ مڑی اور اگلے کیمرے کی حدود میں داخل ہو گئی۔ایڈرین کی نظریں اسکرین سے نہیں ہٹیں۔

"اگلا کیمرہ؟"

"دو گلیاں آگے سر۔"

"وہ بھی کھولو۔" ایڈرین کے حکم پر منظر فوراً تبدیل ہوا۔اگلی سڑک کی ریکارڈنگ سامنے آئی اور چند لمحوں بعد اسکارلٹ دوبارہ اسکرین پر نظر آئی۔ایڈرین خاموشی سے اسے دیکھتا رہا جیسے اس کے ہر قدم کو ذہن میں محفوظ کر رہا ہو۔

"اس راستے کے تمام کیمرے دیکھو جہاں جہاں سے وہ گزری ہے ہر جگہ کی ریکارڈنگ نکالو۔"

"جی سر" اسسٹنٹ نے فوراً سسٹم پر کام شروع کر دیا۔مختلف کیمروں کی ریکارڈنگ ایک کے بعد ایک ہولوگرافک اسکرین پر کھلنے لگی۔ایڈرین نے سرد لہجے میں کہا

"زمہریر پولیس کو بھی خبردار کرو مرکزی سڑکیں، بازار، آمدورفت کے مقامات اور شہر سے باہر جانے والے تمام راستے چیک کیے جائیں۔ل جو بھی اسے دیکھے فوراً انفارم دے۔" اس کے لہجے پہلے سے کہیں

زیادہ سرد تھا۔چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے دوبارہ اسکرین کی طرف دیکھا۔اسکارلٹ کی آخری ریکارڈنگ اس کے سامنے منجمد تھی۔

”مجھے اس کی لوکیشن فوراً چاہیے۔“اسسٹنٹ نے فوراً سر ہلایا۔

”جی سر۔“

*________*________*

مارکیٹ سے نکلتے اسکارلٹ نے اپنی رفتار کچھ کم کر دی۔مرکزی سڑک سے ہٹ کر وہ ایک نسبتاً خاموش راستے پر آگئی تھی۔یہاں دکانیں کم تھیں مگر زمہریر کی جدید روشنیاں اب بھی ہر طرف موجود تھیں۔اسکارلٹ نے اپنی بلیک کیپ کا کنارہ ذرا نیچے کیا بلیک ماسک نے اس کے چہرے کا بیشتر حصہ چھپا رکھا تھا۔اس نے کندھے پر لٹکے بیگ کو ایک بار درست کیا اور آگے بڑھنے لگی مگر اچانک اس کے قدم رک گئے۔اسے محسوس ہوا تھا کچھ تھا کچھ عجیب۔اسکارلٹ نے آہستہ سے سر اٹھایا سامنے کی سڑک خالی تھی۔دائیں طرف شیشے کی ایک بند دکان تھی جبکہ بائیں جانب بلند عمارت کی سیاہ شیشے کی دیوار برف کے ذرات سے ڈھکی ہوئی تھی۔اچانک سڑک کے کنارے جلتی ہوئی اسٹریٹ لائٹ جھلملا کر بجھ گئی اسکارلٹ کی نظریں فوراً اٹھیں چند سیکنڈز بعد دوسری لائٹ بھی بجھ گئی پھر تیسری۔اندھیرا آہستہ آہستہ

اس کی طرف بڑھنے لگا۔اسکارلٹ نے ایک قدم پیچھے لیا۔ سڑک کے بیچ موجود برف ہلکی سی حرکت کرنے لگی۔پہلے برف کی سطح پر ایک لرزش ابھری، پھر اس کے نیچے سے سیاہ دھند رینگتی ہوئی باہر نکلنے لگی۔وہ دھند زمین پر پھیلتی،مڑتی اور بل کھاتی ہوئی چند لمحوں میں ایک انسانی شکل میں ڈھل گئی۔

شیڈو بیسٹس مکمل طور پر سیاہ دھند سے بنا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔چہرہ واضح نہیں تھا صرف دو گہری سرخ روشنیاں اس کے اندر جل رہی تھیں۔اسکارلٹ نے سانس روک لی۔سایہ اچانک اس کی طرف لپکا۔ اسکارلٹ فوراً ایک طرف ہوئی اور خود کو بچایا۔سایہ اس کے بالکل قریب سے گزرتا ہوا پیچھے موجود دھاتی دیوار سے جا ٹکرایا زوردار آواز کے ساتھ دھات مڑ گئی۔اسکارلٹ نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اگلے ہی لمحے ایک چھوٹی سی گن اس کے ہاتھ میں تھی۔اس نے پلٹتے ہی نشانہ لیا۔

"ٹھاہ!"گولی سیدھی سائے کے سینے سے گزری۔سیاہ دھند ایک لمحے کے لیے چھٹی اور اس کے اندر جلتی ہوئی سرخ روشنیاں بکھرتی محسوس ہوئیں مگر اگلے ہی لمحے وہ دھند دوبارہ ایک جگہ جمع ہونے لگی۔اسکارلٹ کی آنکھوں میں حیرت کی ہلکی سی جھلک ابھری۔اس نے گن مزید مضبوطی سے تھامی مگر سایہ ایک بار پھر اس کی طرف بڑھنے لگا۔اسکارلٹ نے مسلسل دو فائر کیے۔دونوں گولیاں سائے کے جسم سے گزریں مگر اس بار وہ نہیں رکا۔سیاہ دھند چند لمحوں کے لیے پیچھے ہٹتی پھر دوبارہ زمین سے اٹھنے لگتی۔اسکارلٹ نے فوراً گن نیچے کی اور پیچھے ہٹ گئی۔اسی وقت اسے ایک بچے کے رونے کی آواز سنائی دی۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔سڑک کے کنارے ایک چھوٹا سا بچہ خوف سے کھڑا تھا۔شاید بھیڑ میں اپنی

ماں سے بچھڑ کر اس سنسان جگہ پر آ گیا تھا اور اس کے بالکل پیچھے ایک دوسرا سایہ موجود تھا۔اسکارلٹ کے چہرے کا رنگ بدل گیا سایہ بچے کی طرف بڑھا۔

''بھاگو!''اسکارلٹ کی آواز پر بچہ جیسے ہوش میں آیا۔وہ پلٹا اور پوری رفتار سے سڑک کی دوسری طرف بھاگنے لگا۔سایہ اس کے پیچھے جانے ہی والا تھا کہ اسکارلٹ نے خود کو اس کے سامنے لا کھڑا کیا۔

''اسے چھوڑ دو۔''سایہ ایک جھٹکے سے اس کی طرف بڑھا۔اسکارلٹ نے حملہ روکا۔دونوں کے درمیان زوردار ٹکر ہوئی۔وہ چند قدم پیچھے سرکی مگر فوراً سنبھل گئی۔پھر اس نے گن سے ایک اور فائر کیا سایہ پیچھے ہٹا۔اسکارلٹ نے موقع دیکھ کر آگے بڑھ کر اسے ایک زوردار وار سے دور دھکیل دیا مگر اب وہ اکیلا نہیں تھا۔اندھیرے میں مزید سائے حرکت کرنے لگے۔

ایک۔۔۔پھر دوسرا۔۔۔پھر تیسرا۔۔۔اسکارلٹ نے آہستہ سے گردن گھمائی۔چاروں طرف سائے تھے۔ان کے بے شکل وجود سیاہ دھند کی طرح برف پر پھیل رہے تھے جبکہ سرخ آنکھیں ایک ایک کر کے اندھیرے میں روشن ہو رہی تھیں۔اس نے گن کی میگزین چیک کی پھر اسے دوبارہ مضبوطی سے تھام لیا۔پہلا سایہ اس کی طرف لپکا۔اسکارلٹ نے اسے روکا دوسرا دائیں طرف سے آیا وہ جھکی اور اس کے وار سے خود کو بچا لیا۔تیسرا پیچھے سے نمودار ہوا۔اسکارلٹ پلٹی اور اسے بھی پیچھے دھکیل دیا مگر اسی لمحے باقی سائے ایک ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے۔وہ پیچھے ہٹی ایک سایہ اس کے بازو سے لپٹ گیا دوسرا اس کی کمر کے گرد آ گیا جبکہ تیسرے نے اسے پیچھے سے مضبوطی سے جکڑ لیا۔اسکارلٹ نے پوری طاقت

سے خود کو چھڑانے کی کوشش کی مگر سائے کی گرفت غیر معمولی طور پر مضبوط تھی۔سیاہ دھند اس کے بازوؤں اور جسم کے گرد یوں لپٹ رہی تھی وہ ان کی گرفت میں تڑپتی رہی۔

''چھوڑو مجھے!''اس نے پوری طاقت سے ایک سائے کو دھکیلنے کی کوشش کی مگر اگلے ہی لمحے کئی بازوؤں جیسی سیاہ دھند اس کے جسم کے گرد مزید لپٹ گئی۔اس کی سانس گھٹنے لگی تھی۔آنکھوں کے سامنے منظر دھندلانے لگا اسے اپنے گرد سیاہ دھند کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔اس نے آخری بار خود کو چھڑانے کی کوشش کی مگر طاقت آہستہ آہستہ جسم سے نکل رہی تھی۔اس کی پلکیں بوجھل ہونے لگیں۔چند لمحوں تک صرف برف کے زمین پر گرنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔پھر۔۔۔دور سے گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی۔گاڑیاں تیزی سے سڑک پر آکر رکیں۔دروازے ایک ساتھ کھلے اور سیکیورٹی فورسز کے اہلکار باہر نکلے۔ان کے درمیان ایڈرین گاڑی سے باہر نکلا تھا۔سیاہ کوٹ برفانی ہوا میں ہلکا سا لہرا رہا تھا۔اس کی نظریں سامنے موجود سائے سے ہوتے اسکارلٹ پر گئی۔وہ سائے کی گرفت میں تھی اور اس کا سر ایک طرف جھکا ہوا تھا۔اس کے بازو پر زخم تھا اور خون برف پر چند سرخ قطروں کی صورت میں گر رہا تھا۔ایڈرین کی نظریں چند لمحوں کے لیے اس پر ٹھہریں پھر اس نے سائے کی طرف دیکھا۔ایک سایہ اسکارلٹ کو مزید اپنی طرف کھینچنے لگا۔اسی لمحے اسکارلٹ کی پلکیں ہلیں اس نے بمشکل آنکھیں کھولیں۔سامنے کا منظر دھندلا تھا اس نے سر جھٹکا تو منظر کچھ واضح ہوا۔وہ شخص کھڑا تھا۔ایڈرین۔۔۔اسکارلٹ کی نظر اس کے چہرے پر ٹھہر گئی اور اگلے ہی لمحے آنکھیں حیرت سے پھیل

گئیں۔ایڈرین کی ٹیل آنکھیں اب ٹیل نہیں تھیں۔وہ گہری روبی کلر میں تبدیل ہو چکی تھیں۔سرخ آنکھوں کی روشنی برفانی رات کے اندھیرے میں واضح دکھائی دے رہی تھی۔اسکارلٹ اسے دیکھتی رہ گئی۔ایڈرین نے ایک قدم آگے بڑھایا۔

"اسے چھوڑ دو۔"اس کی آواز سنتے انہوں نے اسکارلٹ کو مزید مضبوطی سے جکڑ لیا۔ایڈرین کی آنکھوں کی سرخی مزید گہری ہو گئی۔اگلے ہی لمحے وہ بجلی کی رفتار سے آگے بڑھا۔پہلا سایہ اس کی طرف لپکا۔ایڈرین نے ہاتھ اٹھایا اور اس کے حملے کو روکتے ہوئے اسے پوری طاقت سے ایک طرف پھینک دیا۔سیاہ دھند برف پر بکھر گئی۔دوسرا سایہ پیچھے سے آیا۔ایڈرین فوراً پلٹا اس کے وار سے خود کو بچایا اور ایک زوردار حملے سے اسے دور گرایا۔باقی سائے ایک ساتھ اس کی طرف بڑھے۔ایڈرین آگے بڑھتا رہا۔اس کی روبی آئیز اندھیرے میں چمک رہی تھیں۔اس نے گردن ذرا سی سیدھی کی۔ گردن کی رگیں نمایاں ہو گئیں اور ہاتھوں کی انگلیوں کے سروں پر لمبے،نوکیلے ناخن اب پہلے سے زیادہ واضح دکھائی دے رہے تھے وہ خود ان کی طرف لپکا۔ برف سے ڈھکی سڑک پر سائے اور ایڈرین ایک ساتھ ٹکرا گئے اور اسکارلٹ زخمی حالت میں گھٹنوں کے بل زمین پر گر گئی۔آخری سایہ ایڈرین کے وار سے کئی قدم دور جا گرا۔اس کے ہاتھ کے گرد لمحہ بھر کے لیے نیلی طاقت کی مدھم سی تہہ ابھری۔وہ روشنی نہیں تھی بلکہ ایسی سرد نیلی توانائی تھی جو اس کی انگلیوں سے نکل کر سیدھی سائے سے ٹکرائی اور اسے برف پر گھسیٹتی ہوئی دور لے گئی۔ایڈرین نے ہاتھ آہستہ سے نیچے کیا۔اس کی روبی آئیز کی شدت

ابھی بھی کم نہیں ہوئی تھی وہ اسکارلٹ کی طرف متوجہ ہوا اور چند قدموں میں اس کے پاس پہنچا۔ایک سیکیورٹی اہلکار آگے بڑھا

”سر انہیں میں۔۔۔“

”رہنے دو۔“ مختصر جواب کے ساتھ ایڈرین نے جھک کر اسکارلٹ کو بانہوں میں بھر لیا اگلے ہی لمحے اسکارلٹ کا بے جان وجود برف سے اٹھ چکا تھا۔اس کا سر بے اختیار ایڈرین کے کندھے پر آٹکا۔ بکھرے ہوئے بال اس کے سیاہ کوٹ پر پھیل گئے تھے جبکہ زخمی ہاتھ نیچے کی جانب لٹک رہا تھا۔ایڈرین نے اسے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔اس نے کمیونیکیشن ڈیوائس سے حکم دیا۔

”باقی علاقہ کلیئر کرو۔“

”جی سر“

”کیمرہ نیٹ ورک اسکین کرو کوئی سایہ باقی نہیں ہونا چاہیے۔“

”جی سر۔“ ایڈرین ایک نظر اسکارلٹ کے چہرے پر ڈالتے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔گاڑی کے قریب پہنچ کر ایک گارڈ نے فوراً دروازہ کھول دیا۔ایڈرین اسکارلٹ کو اسی طرح سنبھالے گاڑی میں پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔اسکارلٹ کا سر اب اس کے سینے پر تھا۔گاڑی کے ہلکے سے جھٹکے پر اس کا جسم ذرا سا

ایک طرف ہوا تو ایڈرین نے فوراً اس کی کمر کو سہارا دے دیا۔ صرف ایک لمحے کے لیے۔۔۔ پھر وہ دوبارہ اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔ اسسٹنٹ دروازے کے باہر آ کر رکا تھا۔

"سر ولا میں اطلاع کر دوں؟"

"ہاں۔" نظریں اسکارلٹ پر تھیں۔ "میڈیکل ٹیم تیار رکھو۔"

"جی سر۔" اسسٹنٹ نے سر ہلایا اور دروازہ بند کر دیا چند لمحوں بعد گاڑی حرکت میں آ گئی۔ باہر زمہریر کی نیلی اور سفید روشنیاں شیشوں پر پھسلتی ہوئی پیچھے رہنے لگیں۔ اندر مکمل خاموشی تھی۔ سکارلٹ اب بھی بے ہوش تھی سر اب بھی ایڈرین کے سینے پر ٹکا ہوا تھا۔ ایڈرین نے کھڑکی کے باہر ایک نظر ڈالی پھر دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔ اس کی سرخ آنکھوں کی سختی آہستہ آہستہ معمول پر آ رہی تھی بازو اب بھی اسکارلٹ کی کمر کے گرد مضبوطی سے بندھا ہوا تھا

*_______*_______*

زمہریر کی رات اپنے آخری پہر میں داخل ہو چکی تھی۔ کھڑکی کے شیشوں کے پار برف خاموشی سے گرتی جا رہی تھی ایسے میں کمرے میں ہیٹنگ پینل کی ہلکی حرارت اور موٹے قالین نے ماحول کو مزید

پُر سکون بنا دیا تھا۔اسکارلٹ وسیع بیڈ پر گہری نیند میں سو رہی تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کا لمبا فراک، تکیے پر بکھرے بال اور چہرے کے قریب ٹھہری ایک لٹ اس کے پر سکون چہرے کو مزید نرم بنا رہی تھی۔

بیڈ کے قریب رکھی آرم چیئر پر ایڈرین خاموش بیٹھا تھا۔ گہرے رنگ کی شرٹ کے اوپر کے دو بٹن کھلے تھے، آستینیں کہنیوں تک چڑھی ہوئی تھیں اور کلائی پر گھڑی بندھی تھی ہاتھ میں موجود ٹیبلٹ کی اسکرین پر فوٹیج چل رہی تھی۔اس کی نظریں اسکرین پر جمی تھیں۔اسکارلٹ کا کمرے سے نکلنا کھڑکی کھول کر باہر اترنا پھر سڑک کی روشنیاں ایک ایک کر کے بجھنا۔ برف کے درمیان سیاہ سائے نمودار ہونا اور اسکارلٹ نے ان کا سامنا کرنا فوٹیج میں فلم کی مانند چل رہا تھا۔ایڈرین نے فوٹیج روک دی نظر اسکارلٹ پر جا ٹھہری حملے کے دوران اس کے چہرے پر خوف ضرور تھا لیکن بغیر ظاہر کیے اس نے ان کا مقابلہ کیا۔

“You amazed me.”

سرگوشی نے کمرے کی خاموشی توڑی کچھ دیر بعد اسکارلٹ نے نیند میں کروٹ لی سر کی پوزیشن بدلی اور وہ ایڈرین کی طرف آ گئی۔ اگلے ہی لمحے سر بے خیالی میں ذرا سا پیچھے کو ڈھلکا ایڈرین کی نظر اس طرف اٹھی بازو بے اختیار آگے بڑھا اور اس نے اسکارلٹ کے سر کو سہارا دیا۔اب منظر کچھ یوں تھا کہ ایڈرین کا بازو میٹرس پر تکیے کے ساتھ لگا ہوا تھا اور اس پر اسکارلٹ کا سر آ ٹھہرا تھا۔اسکارلٹ کا رخ دوسری طرف تھا اور وہ بدستور گہری نیند میں تھی۔ایڈرین نے اسے اسی طرح رہنے دیا۔ پھر ذرا سا اپنا

بازو ہلایا اس کا سر واپس تکیے پر رکھنا چاہا اسے سمجھ نہیں آیا کہ اسے جگائے بغیر اس کا سر واپس تکیے پر کیسے رکھے۔اس نے اسکارلٹ کے پُر سکون چہرے کو دیکھا چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔شاید اس وقت اسے اس سکون کو توڑنا اسے جگانے سے بھی زیادہ ناگوار محسوس ہوا تھا۔آخر کار اس نے اپنا بازو وہیں رہنے دیا۔کچھ دیر بعد بازو میں کھنچاؤ محسوس ہونے لگا۔ایڈرین نے بے آرامی کے باوجود اسے فوراً نہیں ہٹایا۔پھر اس نے آہستہ سے اپنی نشست درست کی اسکرین کو ایک طرف رکھا اور کندھے کو ذرا سا پیچھے کرتے ہوئے اپنے بازو کی پوزیشن بدل لی یہاں تک کہ وہ قدرے آرام دہ حالت میں آ گیا۔اسکارلٹ بدستور سو رہی تھی۔ایڈرین نے چند لمحے اسے دیکھا پھر بے خیالی میں اپنا سر اس کے قریب اسی بازو کے دوسرے سرے پر ٹکا دیا۔کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔کچھ دیر بعد اسکارلٹ نے نیند میں ایک بار پھر کروٹ لی۔اس بار اس کا رخ ایڈرین کی طرف ہو گیا۔دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے سامنے تھے۔ایڈرین کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر گئیں۔وہ اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔اسکارلٹ کی بند آنکھوں کے پیچھے شاید خواب چل رہے تھے مگر چہرے پر گہرا سکون تھا۔چند گھنٹے پہلے کی تھکن، خوف اور بے یقینی اس وقت اس کے چہرے سے کہیں دور تھی۔ایڈرین کی نگاہ اس کے چہرے پر ٹھہری رہی۔اس کی آنکھوں میں اس بار وہ سرد پن نہیں تھا جو ہمیشہ نظر آتا تھا۔وہاں ایک ایسی نرمی اتر آئی تھی جسے وہ خود بھی کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔اسکارلٹ نے نیند میں ہلکی سی جنبش کی جس وجہ سے وہ ایڈرین کے بہت قریب آ گئی تھی۔ایڈرین نے سانس روک لی آہستہ آہستہ اس کے

ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ اسے اسی طرح دیکھتا رہا۔اس نے اسے چھونے کی کوشش نہیں کی بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔اسکارلٹ کی سانسوں کی ہلکی روانی کمرے کی خاموشی میں گھل رہی تھی۔ایڈرین کی نگاہ اس کے چہرے سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی

“”.You're driving me crazy

اس کی آواز میں ایک ایسی نرمی تھی جو معمول کے لہجے سے بالکل مختلف تھی۔ جیسے وہ کچھ اور کہنا چاہتا ہو مگر اس کے الفاظ اس سے پہلے ہی اس کے دل کا حال بیان کر گئے ہوں۔اسکارلٹ بے خبر سوئی رہی۔ایڈرین کی مسکراہٹ ذرا گہری ہوئی۔ پھر اس نے اپنی نظریں جھکا لیں مگر اس کے چہرے پر وہی نرم تاثر رہا۔ باہر زمہریر پر برف گرتی رہی۔اور اس خاموش رات میں دو لوگوں کے درمیان وہ فاصلہ جو کبھی اجنبی پن سے بھرا تھا اس میں دراڑ آ گئی تھی۔

*________*________*

صبح کے چھ بجے آسمان کی سیاہی میں ہلکی سی سفیدی اترنے لگی تھی۔ برف سے ڈھکی عمارتوں پر جلنے والی روشنیاں اب رات جتنی نمایاں نہیں رہی تھیں۔دور مشرقی شیشے کے ٹاورز کے پیچھے سے صبح کی پہلی روشنی آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی۔ کھڑکی پر پردوں کے درمیان سے سنہری روشنی کی ایک باریک لکیر

کمرے میں داخل ہوئی اور سیدھی بیڈ تک جا پہنچی۔اسکارلٹ کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔چند لمحوں تک چھت دیکھتی رہی۔پھر سر کو دائیں جانب موڑا تو ساکت رہ گئی اس کا سر تکیے پر نہیں ایڈرین کے بازو پر تھا اور ایڈرین بالکل قریب سر رکھے سو رہا تھا۔اس کے بکھرے ہوئے گرے بال پیشانی پر بکھرے تھے اور نیند نے چہرے سے سختی عارضی طور پر مٹادی تھی جو جاگتے ہوئے ہمیشہ اس کے نقوش پر چھائی رہتی تھی۔بند پلکیں،سیدھی ناک،واضح جبڑا اور پر سکون چہرہ اسے جاگتے ہوئے ایڈرین سے بالکل مختلف دکھا رہے تھے۔اسکارلٹ کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر گئیں اچانک اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا۔اس کے چہرے پر گھبراہٹ آئی اور اسی ہڑبڑاہٹ میں جلدی سے اٹھی کہ ایڈرین کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔اسکارلٹ نے فوراً خود کو تکیے پر گرالیا اور چادر کو ٹھوڑی تک کھینچتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں جیسے ابھی تک گہری نیند میں ہو۔چند سیکنڈ تک کمرے میں مکمل خاموشی رہی۔ایڈرین کی نیند ٹوٹی اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔سب سے پہلے اس کی نظر اپنے بازو پر پڑی جہاں اب سکارلٹ کا سر موجود نہیں تھا پھر اس نے خاموشی سے اسکارلٹ کی طرف دیکھا۔اس کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہیں آیا وہ اپنا بازو سیدھا کرنے لگا۔رات بھر ایک ہی پوزیشن میں رہنے کی وجہ سے اس کا بازو تقریباً سن ہو چکا تھا۔اس نے انگلیاں موڑیں پھر کلائی کو آہستہ آہستہ حرکت دی۔چادر کے اندر سے اسکارلٹ نے ایک آنکھ کھول کر اسے دیکھا۔ایڈرین کی نظر اس پر پڑی تو اسکارلٹ نے جلدی سے آنکھ بند کر لی۔ایڈرین نے کچھ نہیں کہا۔وہ کرسی سے اٹھا اور اپنی شرٹ

کی آستینیں درست کرتے ہوئے کھڑکی کے قریب جا کھڑا ہوا۔پردہ ذرا سا ہٹاتے ہی صبح کی ہلکی سنہری روشنی پورے کمرے میں پھیل گئی۔

''ماریا۔''دروازے کے باہر موجود اسٹاف نے فوراً جواب دیا

''جی سر''ماریا اندر داخل ہوئی اور ادب سے اس کے سامنے رک گئی۔اس نے سفید اور ہلکے نیلے رنگ کی یونیفارم پہن رکھی تھی اور بال سلیقے سے پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ایڈرین نے ایک نظر اسکارلٹ کی طرف ڈالی جواب بھی بیڈ اسی حالت میں لیٹی ہوئی تھی۔

''اسکارلٹ کو فریش ہونے میں مدد کریں۔''ماریا نے فوراً سر جھکا دیا۔

''یس سر''اسکارلٹ نے چادر ایک طرف کی اور آہستہ سے اٹھ بیٹھی۔اس کے موتی جیسے بال کندھوں پر بکھرے ہوئے تھے،سونے کی وجہ سے ان میں ہلکی سی بے ترتیبی تھی۔بیڈ سے نیچے اترنے لگی سیدھے کھڑے ہوتے بالوں کو درست کرنے کے لیے ہاتھ اٹھایا کہ اچانک بازو میں ٹیس اٹھی۔اس کی بھنویں سکڑ گئیں اور بے اختیار دوسرے ہاتھ سے زخمی بازو تھام لیا۔

ذرا سی حرکت پر درد کی ایک لہر اس کے چہرے سے گزری۔اس نے چند لمحے بازو کو ساکت رکھا پھر آہستگی سے اسے اپنے پہلو کے ساتھ لگا لیا ماریا نے فوراً اس کا بازو تھام لیا۔

"آہستہ میم" اسکارلٹ نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد جب وہ واپس آئی تو کمرہ پہلے سے کہیں زیادہ روشن ہو چکا تھا۔ صبح کی روشنی پردوں کے کناروں سے اندر آکر فرش پر پھیل رہی تھی۔ اس کے نم موتی جیسے بال اب پیچھے کی طرف نرم انداز میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس نے ہلکی گلابی فراک پہن رکھی تھی اوپر نرم سفید شال لپیٹ رکھی تھی۔ چہرے پر ابھی بھی نیند کی ہلکی سی تھکن موجود تھی۔ وہ احتیاط سے چلتی ہوئی بیڈ تک آئی اور بیٹھ گئی ایڈرین سامنے موجود صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کے گرے بال قدرے بکھرے ہوئے تھے مگر چہرے پر رات والی تھکن کا کوئی نشان نہیں تھا۔ اس کے سامنے میز پر دو کافی کے مگ رکھے تھے۔ ایڈرین نے ایک مگ اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا اور دوسرا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"مجھے کافی نہیں پسند" اس نے مگ دونوں ہاتھوں میں تھامے کہا مگ کی فرمائش سکون پہنچا رہی تھی

"یہ آپ کو سکون پہنچائے گی" ایڈرین کی نظریں چند لمحوں تک اس کے چہرے پر ٹھہری رہیں

اسکارلٹ نے نظریں اٹھائیں اور خود کو یک تک دیکھتے پا کر سوال کیا۔

"کیا ہوا؟"

"آپ بھاگی کیوں تھیں؟" ایڈرین نے کپ میز پر رکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں پوچھا اسکارلٹ کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے خاموشی اتر آئی

وہ کیا کہتی؟ یہ کہ وہ اپنے ڈیڈ کے پیسے لے کر زمہریر سے نکلنا چاہتی تھی؟ یہ کہ وہ یہاں ایک رات بھی نہیں رکنا چاہتی تھی کہ وہ بھی اس کی کزن اور آنٹ کی طرح سلوک نہ کریں کیونکہ وہ اس کے یہاں رہنے پر راضی نہیں تھا اور یہی سب سے بڑی وجہ تھی یہاں سے نکلنے کی؟ نہیں یہ سب وہ ایڈرین کو نہیں بتا سکتی تھی۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ زمہریر سے نکلنا اتنا آسان نہیں تھا جتنا کسی عام شہر سے نکل جانا۔ یہ دنیا کے نقشے پر موجود عام ملک نہیں تھا۔ اس کی اپنی ایک الگ دنیا تھی۔ یہاں داخل ہونا بھی ہر شخص کے اختیار میں نہیں تھا اور باہر نکلنا بھی نہیں۔ زمہریر اپنے راستے خود کھولتا تھا اور بند بھی خود کرتا تھا۔

اسکارلٹ نے کافی کا ایک چھوٹا سا گھونٹ لیا۔ گرم ذائقہ اس کے حلق سے اترا تو اس نے مگ مضبوطی سے تھام لیا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد وہ دھیمی آواز میں بولی

''میں یہاں سے جانا چاہتی تھی۔'' ایڈرین کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر گئیں۔

''کیوں؟''

''کیونکہ مجھے زمہریر پر اعتبار نہیں ہے آج اتنے سال بعد یہاں لے آئے ہیں کل کو پھر سے باہر نکال پھینکا تو میں یہاں سے کہاں جاؤں گی جو شہر ایک بار منہ موڑ سکتا ہے اس پر اعتبار کیوں کروں'' اسکارلٹ نے کپ پر نظریں جمائے ہوئے دھیمی آواز میں کہا۔ ایڈرین چند لمحے خاموش رہا اس کے پاس اس بات کا جواب نہیں تھا۔ اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی اور بازو سینے کے سامنے باندھ لیے۔

''آپ کو گن چلانا کس نے سکھائی ہے؟''اس سوال پر اسکارلٹ نے نظریں اٹھائیں۔ایڈرین کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔اس کی گہری ٹیل آنکھیں سیدھی اسکارلٹ پر جمی ہوئی تھیں۔اسکارلٹ نے ذرا سا پہلو بدلا اور کپ میز پر رکھتے ہوئے بولی

''مجھے گن چلانے کا بچپن سے بہت شوق تھا۔گن چلانا مجھے میرے ایک دوست نے سکھائی تھی۔'' دوست کا ذکر کرتے ہی اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی۔ایڈرین نے اس کی مسکراہٹ کو خاموشی سے دیکھا۔

''اور کیا دیواریں چڑھنا اترنا بھی آپ کے اسی دوست نے سکھایا ہے؟''اس بار اس کے لہجے میں سختی تھی۔اسکارلٹ نے اس کی طرف دیکھا پھر ہلکی سی معصومیت سے کندھے اچکا دیے۔

''نہیں میری آنٹ بہت سخت تھیں جب مجھے کہیں جانا ہوتا تھا تو میں ان سے چھپ کر نکل جاتی تھی۔'' وہ یہ سب بتاتے ہوئے عجیب سی خوشی محسوس کر رہی تھیاسے اپنی اس پرانی عادت پر بہت فخر تھا کہ وہ اپنی ظالم آنٹ کو دھوکہ دے کر نکلنے میں کامیاب ہو جاتی تھی۔ایڈرین اسے گہری نظروں سے دیکھتا رہا۔اس کی آنکھوں کی تپش پر اسکارلٹ کو اپنی بات کا اندازہ ہوا۔اس کی مسکراہٹ آہستہ آہستہ مدھم پڑ گئی اور اس نے نظریں چرا لیں۔چند لمحوں بعد اس نے دھیمی آواز میں کہا

''میں نے آپ کو بہت تنگ کیا ہے اس کے لیے سوری۔''ایڈرین کے چہرے پر سختی ابھری۔شاید اسے اس کی معصومیت سے زیادہ اس کا خود کو قصوروار سمجھنا ناگوار گزرا تھا۔

''میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جو ایک عورت سے معافی منگوا کر اپنی انا کو تسکین دے۔اسی لیے آئندہ کبھی میرے سامنے 'سوری' کا لفظ مت کہیے گا۔''اسکارلٹ خاموش ہو گئی۔اس کی نیلی آنکھیں چند لمحوں تک ایڈرین کے چہرے پر ٹھہری رہیں۔اپنے لہجے کی سختی محسوس ہوئی ایڈرین نے اس کی طرف دیکھا پھر قدرے نرم لہجے میں کہا

''جو رات ہوا ہے اس پر تفصیل سے بات ہو گی لیکن ابھی آپ کو آرام کرنا چاہیے۔''وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی نظر اسکارلٹ کے پاؤں پر پڑی۔جو ٹھنڈ کی وجہ سے اپنے دونوں پاؤں آپس میں رگڑ رہی تھی۔سفید شال کے کنارے سے اس کی انگلیاں بھی قدرے ٹھنڈی پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ایڈرین ایک لمحے کے لیے رکا پھر بیڈ کے ساتھ موجود دراز کی طرف گیا۔اس نے دراز کھولی۔اندر مختلف چیزوں کے درمیان نرم اون کے ساکس کا ایک جوڑا رکھا تھا۔اس نے ساکس نکالے اور واپس اس کے سامنے آکر فرش پر گھٹنے کے بل بیٹھ گیا۔اسکارلٹ کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود ساکس پر گئی۔

''میں خود کر لوں گی۔''ایڈرین نے ساکس اس کی طرف بڑھانے کے بجائے اپنی گرفت میں ہی رکھے۔اسکارلٹ نے ہاتھ بڑھایا مگر اسی لمحے زخمی بازو میں کھنچاؤ پیدا ہوا۔

''آہ۔۔۔''اس کے منہ سے بے اختیار ہلکی سی کراہ نکلی۔ایڈرین کی نظریں فوراً اس کے بازو کی طرف اٹھیں۔اس کی آواز ہمیشہ کی طرح پر سکون تھی۔

''خیال سے زخم گہرا ہے اور مجھے میرا کام کرنے دیں''اسکارلٹ کا ہاتھ وہیں رک گیا۔ایڈرین نے بہت احتیاط سے اس کا پاؤں اپنے گھٹنے پر رکھا۔اس کے ہاتھوں کی ہر حرکت میں نرمی تھی۔اس نے ساکس کو آہستہ سے کھولا اور پاؤں کے پنجے سے شروع کرتے ہوئے نرمی سے اوپر چڑھایا۔انگلیوں کے قریب کپڑے کی شکن سیدھی کی اور پھر ساکس کو ٹخنے تک درست کر دیا۔پھر دوسرا ساکس۔اسکارلٹ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ایڈرین نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا دوسرا ساکس درست کرنے کے بعد اس نے اس کا پاؤں آہستہ سے نیچے رکھا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔اسکارلٹ نے بے اختیار پوچھا

''آپ سب کے ساتھ ایسے ہی رہتے ہیں؟''ایڈرین نے اس کی طرف دیکھا۔

''کیسے؟''اسکارلٹ نے شال کو اپنے گرد ذرا سا مضبوط کیا۔''دوسروں کے ساتھ اتنی نرمی سے پیش آنا۔''چند لمحوں کے لیے خاموشی چھا گئی۔ایڈرین کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہری رہیں پھر اس نے مختصر سا جواب دیا

''It depends''اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔''اب آپ آرام کریں۔''

دروازے سے باہر نکلنے سے پہلے ایڈرین نے دیوار کے کنٹرول پینل پر ہاتھ رکھا۔اسکرین پر چند اعداد بدلے اور کمرے کا درجہ ٔحرارت چند درجے بڑھ گیا۔ پھر وہ بغیر پیچھے دیکھے باہر نکل گیا پیچھے دروازہ خاموشی سے بند ہو گیا۔اسکارلٹ کچھ لمحے خاموش بیٹھی اپنے پاؤں کو دیکھتے رہی جہاں ایڈرین کا لمس ابھی بھی موجود تھا پھر نظر میز پر پڑے ٹیبلٹ پر پڑی۔وہ آہستہ سے اٹھی چند قدم چل کر ٹیبلٹ اٹھایا۔ اسکرین روشن ہوئی اور سیکیورٹی فوٹیج سامنے آگئی اسکارلٹ نے ویڈیو چلائی۔چند لمحوں بعد اسکرین پر ایڈرین نمودار ہوا آئیز روبی کلر تھیں۔اسکارلٹ کے چہرے سے آخری معمولی سا تاثر بھی غائب ہو گیا۔ اس نے ویڈیو دوبارہ چلائی اس بار زیادہ غور سے دیکھا۔ایڈرین کا ہاتھ۔۔۔وہ نیلی طاقت۔۔۔وہ سایہ جو کئی قدم دور جا کر گرا تھا۔۔۔پھر ایڈرین کی نظریں۔۔۔وہ آنکھیں جنہیں اس نے پہلے کبھی اس رنگ میں نہیں دیکھا تھا۔اسکارلٹ کی انگلی اسکرین پر رک گئی۔اس کے ذہن میں صرف ایک سوال ابھرا۔

ایڈرین ایلسن آخر تھا کیا؟

*_______*_______*

وائٹ ولا میں صبح معمول کی سر گرمیاں شروع ہو چکی تھیں۔ ملازمین خاموشی سے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ کوئی ناشتے کی تیاری کر رہا تھا تو کوئی راہداریوں اور کمروں کی ترتیب درست کر رہا تھا۔ باہر برف سے ڈھکے لان اور راستوں پر بھی چند ملازمین آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ اسی ہلکی سی چہل پہل سے بے خبر اسکارلٹ اپنے کمرے میں بستر کے سرہانے ٹیک لگائے خاموشی سے کھڑکی کے پار زمہریر کو دیکھ رہی تھی۔ سفید شال اس کے کندھوں پر پڑی تھی اور اس کے ہلکے موتیوں جیسے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اچانک دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"آجائیں۔" دروازہ کھلا اور ہاورڈ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ماریا اور ایک دوسری ملازمہ ناشتے کی ٹرالی لیے کمرے میں داخل ہوئیں۔ ہاورڈ کے چہرے پر حسبِ معمول نرمی تھی۔ اس نے اسکارلٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"گڈ مارننگ مس اسکارلٹ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

"بہتر ہے۔" اسکارلٹ نے مختصر سا جواب دیا۔ ملازمہ نے ٹرالی آگے بڑھائی۔ اس پر بریڈ، بٹر، چیز، انڈے، پھل، چائے اور گرم دودھ کے ساتھ ناشتے کی مختلف اشیا سلیقے سے رکھی تھیں۔ ہاورڈ نے نرمی سے کہا

"ناشتہ کر لیجیے اس کے بعد میڈیسن لینی ہے۔" اسکارلٹ خاموش رہی ہاورڈ نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا پھر قدرے سنجیدہ لہجے میں بولا "مس اسکارلٹ پلیز آئندہ کوشش کیجیے گا کہ اکیلے باہر نہ جائیں آپ واپس زخمی حالت میں آئیں اگر خدانخواستہ کچھ اور ہو جاتا تو۔۔۔ہم سب پریشان ہو گئے تھے "اسکارلٹ نے نظریں جھکالیں۔

"میں یہ سب اس طرح نہیں چاہتی تھی۔"

"مجھے معلوم ہے۔" ہاورڈ نے فوراً جواب دیا۔ "مجھے معلوم ہے کہ آپ نے جان بوجھ کر کسی کو پریشان نہیں کیا لیکن سب آپ کو لے کر بہت پریشان تھے۔ سر نے تو ٹھیک سے آرام بھی نہیں کیا۔" اسکارلٹ کے ذہن میں فوراً گزشتہ رات کا منظر ابھرا۔اسے ایڈرین یاد آیا جو اس کے کمرے میں سو رہا تھا۔اس کے کچھ کہنے سے پہلے ماریا بول پڑی

"سر کو جلد نیند نہیں آتی۔ کئی بار sleeping pills لینے کے باوجود بھی وہ کافی دیر تک جاگتے رہتے ہیں۔" اسکارلٹ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ماریا نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"سر نے رات کو sleeping pill بھی نہیں لی تھی۔" اسکارلٹ چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی۔اسے اچھے سے یاد تھا کہ ایڈرین پر سکون نیند سو رہا تھا جیسے کسی چیز کی فکر ہی نہ ہو۔ہاورڈ نے گفتگو کو دوبارہ اسی طرف لاتے ہوئے کہا

"بہرحال آئندہ اگر کہیں جانا ہو تو ہمیں بتا دیجیے گا۔آپ ابھی یہاں نئی ہیں اور زمہریر کے حالات سے بھی پوری طرح واقف نہیں اکیلے باہر جانا مناسب نہیں۔"

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور میں نے یہ بات ایڈرین سے بھی کی ہے لیکن۔۔۔ایڈرین نے مجھے معافی مانگنے سے منع کر دیا ہے۔"اسکارلٹ نے دھیمی آواز میں کہا۔ماریا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"آپ بہت خوش قسمت ہیں مس اسکارلٹ"اسکارلٹ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ماریا نے نرمی سے کہا

"سر آسانی سے کسی کو معاف نہیں کرتے۔"ہاورڈ نے بات سنبھالتے ہوئے کہا

"سر سخت ضرور ہیں لیکن وہ غلطی کے پیچھے موجود وجہ کو بھی دیکھتے ہیں آپ کے معاملے میں انہوں نے بات کو اس حد تک نہیں جانے دیا بعض اوقات اپنی غلطی کو دل سے تسلیم کر لینا ہی کافی ہوتا ہے ہر بات کے لیے الفاظ ضروری نہیں ہوتے۔"اسکارلٹ نے ہاورڈ کو غور سے دیکھا۔

"آپ ہمیشہ اتنی وضاحت سے بات کرتے ہیں؟"ہاورڈ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

”جو معاملہ نرمی سے حل ہو جائے اسکے لیے سختی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ ابھی یہاں نئی ہیں اس لیے ہر بات کا الزام خود کو دینا بھی ضروری نہیں۔“ماریا نے ناشتے کی پلیٹیں ترتیب سے رکھ دیں۔ اسکارلٹ نے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

”آپ لوگ بھی میرے ساتھ ناشتہ کریں۔“ہاورڈ نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکا دیا۔

”ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ نہیں کر سکتے مس اسکارلٹ“

”کیوں؟“اسکارلٹ نے حیرت سے پوچھا۔

”آپ کے ساتھ بیٹھنے سے زیادہ خوشی اس بات میں ہو گی کہ آپ اطمینان سے ناشتہ کر لیں۔“ہاورڈ نے نرم لہجے میں جواب دیا۔اسکارلٹ ہلکا سا مسکرا دی۔

”شاید میں یہاں زیادہ دیر نہیں رہوں گی۔“ہاورڈ نے اس کی بات سنی اور جواب دیا

”جب تک آپ یہاں ہیں آپ کو خود کو مہمان سمجھ کر بے چین ہونے کی ضرورت نہیں“

اس نے چائے کی طرف اشارہ کیا۔”پہلے ناشتہ کر لیجیے۔چائے گرم ہے۔“ہاورڈ دروازے کی طرف بڑھا پھر جیسے کچھ یاد آنے پر پلٹ کر بولا”اور اگر آپ دوبارہ باہر جانے کا ارادہ کریں تو مجھے بتا دیجیے گا۔“اسکارلٹ نے قدرے حیرت سے پوچھا

”کیوں؟“

"تاکہ میں آپ کے لیے مناسب جوتے اور گرم کپڑے تیار کر وا سکوں۔" ہاورڈ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا "کھڑکی سے نکلنے کے بعد برف میں زخمی بازو کے ساتھ واپس آنا کوئی اچھی بات نہیں مس اسکارلٹ" اسکارلٹ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ ہاورڈ اور ماریا کمرے سے باہر نکل گئے۔

دروازہ بند ہوتے ہی اس کی مسکراہٹ آہستہ آہستہ ماند پڑ گئی۔ اس نے ایک بار پھر کھڑکی کے پار دیکھا۔ وہی برف سے ڈھکی سڑک اب پہلے جیسی پُر سکون نہیں لگ رہی تھی۔ اس کی نظر اپنے زخمی بازو پر پڑی تو تھوڑی دیر پہلے کا منظر دوبارہ ذہن میں ابھر آیا۔

"خیال سے زخم گہرا ہے اور مجھے میرا کام کرنے دیں" ایڈرین کے الفاظ اس کے ذہن میں گونجنے لگے اسکارلٹ چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ ایڈرین اتنا سادہ نہیں تھا جتنا وہ اسے سمجھ رہی تھی۔ اور شاید وائٹ ولا میں وہ واحد شخص بھی نہیں تھا جسے سمجھنا آسان نہیں تھا۔

--------------*

رات گہری ہو چکی تھی۔ زمہریر کی سڑکوں پر برف خاموشی سے گرتی جا رہی تھی اور دور کہیں جلتی مدھم روشنیاں سفید دھند میں گھلتی محسوس ہو رہی تھیں۔ شہر کی معمول کی چہل پہل بھی آہستہ آہستہ

کم ہو چکی تھی جیسے رات نے پورے زمہریر کو اپنی خاموشی میں سمیٹ لیا ہو۔اسی خاموش رات کے درمیان وائٹ ولا اپنی بلند شیشے کی کھڑکیوں اور سفید برف سے ڈھکے وسیع لان کے ساتھ خاموش کھڑا تھا۔باہر برف کی تہیں پتھریلی سیڑھیوں اور بلند ستونوں پر جمتی جا رہی تھیں، جبکہ اندر زیادہ تر لائٹس مدھم کر دی گئی تھیں۔کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھلا اور ایڈرین اندر داخل ہوا۔دن بھر کی تھکن اس کے قدموں سے عیاں تھی، چہرے پر ہمیشہ کی طرح سنجیدگی قائم تھی۔اس نے دروازہ بند کیا اور اپنا گہرا سرمئی اوور کوٹ اتار کر قریب موجود کوٹ اسٹینڈ پر ٹانگ دیا۔کلائی سے گھڑی اتار کر ساتھ رکھی واچ ٹرے میں رکھ دی۔اس کے بعد وہ سیدھا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔کچھ دیر بعد واپس آیا تو باتھ روب میں ملبوس تھا بال نم تھے۔ڈریسنگ روم میں جا کر وارڈروب کے سامنے رکا اور سلائیڈنگ ڈور کھولا۔ اندر موجود مدھم سنہری روشنیاں خودبخود روشن ہو گئیں۔اس نے ایک گرم گہرے رنگ کا ونٹر آؤٹ فٹ نکالا اور وارڈروب بند کر دیا۔کچھ دیر بعد وہ مکمل طور پر تیار ہو کر باہر نکلا۔گہرے رنگ کا سویٹر، سیاہ ٹراؤزر اور قدرے نم بال اس کی سنجیدہ شخصیت کے ساتھ خوب جچ رہے تھے۔اس نے اسٹڈی روم کی جانب قدم بڑھائے۔ٹھک ٹھک! دروازے پر ہونے والی ہلکی سی دستک نے اسٹڈی روم کی خاموشی توڑی۔ایڈرین کی نظریں سامنے کھلی فائل سے اٹھیں۔اس نے چند لمحے دروازے کی طرف دیکھا پھر پرسکون لہجے میں بولا

”کم اِن۔“ دروازہ کھلا اور ہاورڈ اندر داخل ہوا۔اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس پر ایڈرین کے لیے گرم کافی موجود تھی۔وہ خاموشی سے اسٹڈی ٹیبل تک آیا۔

”آپ کے لیے کافی سر“ ایڈرین نے مختصر سا سر ہلایا۔

”رکھ دیں۔“

”جی سر“ ہاورڈ نے کافی کا مگ ایڈرین کے سامنے رکھا اور خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔وہ پلٹ کر جانے ہی والا تھا کہ ایڈرین کی آواز نے اسے روکا۔

”ہاورڈ۔۔۔“ پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔

”جی سر؟“ ایڈرین نے کافی کا مگ اٹھایا مگر پینے کے بجائے چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر قدرے بے تاثر لہجے میں پوچھا

”مس ایڈریسن نے ڈنر کیا ہے؟“ ہاورڈ نے ہلکی آواز میں کہا

”نہیں سر“ ایڈرین کی نظریں آہستہ سے مگ سے اٹھ کر ہاورڈ کے چہرے پر آ گئیں۔ہاورڈ نے وضاحت کی ”ماریا انہیں کھانے کے لیے بلانے دو مرتبہ گیسٹ روم تک گئی تھی۔دروازہ کھٹکھٹایا اور انہیں آواز بھی دی لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں آیا دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آرام کرنے چلی گئی تھیں اور پھر سو گئی تھیں اس لیے انہوں نے ڈنر نہیں کیا۔کل رات کے واقعے کی وجہ سے بھی وہ

کافی تھک گئی تھیں۔''ایڈرین خاموش رہا۔ہاورڈ نے بات مکمل کی ''اس لیے ہم نے انہیں ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا۔''ایڈرین نے کافی کا ایک گھونٹ لیا اس کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہیں آیا۔

''ٹھیک ہے۔''ہاورڈ نے سر جھکا دیا۔

''گڈ نائٹ سر''

''گڈ نائٹ''ہاورڈ دروازے کی طرف بڑھا۔دروازہ بند ہوتے ہی اسٹڈی روم ایک بار پھر مکمل خاموشی میں ڈوب گیا۔ایڈرین نے کافی کا مگ میز پر رکھا ہی تھا کہ اس کی نظر سامنے موجود کنٹرول پینل پر پڑی۔ ایک لمحے کی خاموشی کے بعد اس کی انگلیاں پینل پر حرکت کرنے لگیں۔سامنے پوری دیوار پر لگی بڑی LEDاسکرین روشن ہو گئی۔مختلف کیمروں کی لائیو فیڈز ایک ایک کر کے اسکرین پر نمودار ہونے لگیں۔مین گیٹ۔۔۔برف سے ڈھکا لان۔۔۔گراؤنڈ فلور۔۔۔اوپری راہداری۔۔۔لائبریری۔۔۔ اور وِلا کے مختلف حصے۔ایڈرین کی نظریں ہر فیڈ کا معمول کے انداز میں جائزہ لیتی رہیں۔پھر ایک فیڈ پر اس کی انگلی رک گئی۔گیسٹ روم۔۔۔

اس نے اسے اوپن کر دیا۔اگلے ہی لمحے گیسٹ روم کا منظر پوری اسکرین پر پھیل گیا۔کمرے میں مدھم روشنی جل رہی تھی۔کھڑکی کے باہر برف مسلسل گر رہی تھی۔سفید ذرات شیشے سے ٹکرا کر چند لمحوں

کے لیے ٹھہرتے پھر نیچے پھسل جاتے۔ہیٹنگ سسٹم کی ہلکی سی آواز کمرے کی خاموشی میں مدھم پڑ رہی تھی۔

اور بستر پر اسکارلٹ سو رہی تھی۔وہ کمبل میں خود کو تقریباً مکمل طور پر سمیٹے ہوئے تھی۔اس کے پرل جیسے گھنگریالے بال تکیے پر بے ترتیبی سے بکھرے تھے۔چند لٹیں ماتھے پر گری ہوئی تھیں جبکہ ایک نرم سی لٹ اس کے گال کے قریب ٹھہری ہوئی تھی۔ایڈرین کی نظریں اسکرین پر رک گئیں۔اسکارلٹ جاگتے ہوئے ہمیشہ بے حد محتاط دکھائی دیتی تھی۔بات کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں عجیب سا اعتماد ہوتا تھا۔مگر نیند میں وہ بالکل مختلف لگ رہی تھی۔پر سکون۔۔۔اور حیرت انگیز حد تک معصوم۔۔۔

ایڈرین نے کافی کا مگ دوبارہ اٹھایا۔اس کی نظریں ابھی بھی اسکرین سے نہیں ہٹی تھیں۔پھر جیسے اسے احساس ہوا کہ وہ آخر دیکھ کیا رہا ہے اس نے ایک لمحے کے لیے نظریں نیچے کر لیں۔

“Ridiculous.”

لفظ اتنا مدھم تھا کہ شاید وہ خود بھی اسے سننا نہیں چاہتا تھا۔اس کی نگاہ چند لمحوں کے لیے اسکرین سے ہٹ کر کھڑکی کے پار جا ٹھہری۔برف سے ڈھکی سڑکیں خاموش تھیں مگر اس کے ذہن میں گزشتہ رات کے مناظر ایک ایک کر کے دوبارہ ابھرنے لگے۔اسکارلٹ کا زخمی ہونا،اسے اپنی بانہوں میں اٹھا

کرواپس لانا،اس کے پاؤں میں خود موزے پہنانا،اور پھر پوری رات اسے اپنی بازو پر سلائے رکھنا۔۔۔ سب کچھ ایک ایک کر کے اس کے ذہن میں گردش کرنے لگا۔ایڈرین کی بھنویں ہلکی سی سکڑ گئیں۔

نہیں۔۔۔یہ اسکارلٹ کی فکر نہیں تھی۔وہ صرف اس پر نظر رکھے ہوئے تھا تاکہ وہ دوبارہ کل رات کی طرح کہیں بھاگ نہ جائے۔بس یہی وجہ تھی۔اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ایڈرین نے سر ہلکا سا جھکا لیا جیسے وہ اپنے ہی دل کو ایک بار پھر اسی بات کا یقین دلانا چاہتا ہو۔اسے اسکارلٹ کی فکر نہیں تھی۔وہ صرف اپنی ذمہ داری پوری کر رہا تھا۔اسکارلٹ ایک انسان تھی اور ایڈرین ایلسن کو انسانوں سے نفرت تھی۔پھر وہ بھلا کسی انسان کی اتنی پرواکیسے کر سکتا تھا؟اس کے زخمی ہونے پر اس کے دل میں بے چینی کیوں پیدا ہوتی؟اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتے ہوئے اتنی احتیاط کیوں محسوس ہوتی؟اور اگر وہ واقعی صرف ایک انسان تھی تو پھر پوری رات اسے اپنی بازو پر سلائے رکھنے کی ضرورت آخر کیوں پیش آئی تھی؟ایڈرین نے فوراً اپنے ذہن میں اٹھنے والے سوال کو جھٹک دیا۔نہیں۔۔۔وہ اسکارلٹ ایڈریسن کی فکر نہیں کر رہا تھا۔وہ صرف یہ یقینی بنا رہا تھا کہ وہ دوبارہ بھاگ نہ جائے۔۔۔بس اتنی سی بات تھی۔

ایڈرین ایلسن کو اسکارلٹ ایڈریسن سے نفرت تھی۔اسے اس لڑکی سے نفرت تھی کیونکہ وہ آدھی انسان تھی۔اور ایڈرین ایلسن کو انسانوں سے نفرت تھی۔بہت زیادہ نفرت تھی۔اتنی کہ کسی انسان کی تکلیف اسے پریشان نہیں کر سکتی تھی کسی انسان کا زخمی ہونا اسے بے چین نہیں کر سکتا تھا اور کسی انسان کو اپنی بازو پر سلا کر پوری رات جاگتے رہنا تو بالکل ممکن نہیں تھا۔

یہ سب صرف ذمہ داری تھی۔ صرف ذمہ داری۔ ایڈرین نے خود کو ایک بار پھر یہی یقین دلایا۔ مگر اس کے باوجود، اس کی نظریں دوبارہ اسکرین پر جا ٹھہریں جہاں اسکارلٹ اب بھی پر سکون نیند سو رہی تھی۔

اسکارلٹ نے نیند میں ہلکی سی کروٹ بدلی کمبل کندھے سے ذرا سا سرکا۔ ایڈرین کی نظر اس کے چہرے پر گئی۔ اس کے ماتھے پر گری ہوئی لٹ اس کے چہرے کا آدھا حصہ چھپا رہی تھی۔ ایڈرین کی بھنویں سکیڑیں پھر کنٹرول پینل پر نظر ڈالی۔ ٹمپریچر معمول سے ایک درجہ کم تھا۔ اس نے فوراً ہیٹنگ لیول بڑھا دیا۔

اسکرین کے کونے میں ایک مختصر سا پیغام نمودار ہوا۔

Heating Level Updated

ایڈرین نے انگلی واپس کھینچ لی۔ اس کے چہرے پر اب بھی کوئی واضح تاثر نہیں تھا اس نے صرف وِلا کے ایک گیسٹ کی سہولت کے لیے ایک معمولی سا انتظام کیا تھا۔ مگر اسے یاد بھی نہ تھا کہ اس نے آخری بار کسی دوسرے شخص کے لیے خود اتنی معمولی سی چیز کب محسوس کی تھی۔ اس نے کافی کا ایک گھونٹ لیا اور اپنی فائل دوبارہ اوپن کر لی۔ چند سطریں پڑھیں پھر اگلے صفحے پر گیا دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے

کہ اس کی توجہ ایک بار پھر اسکرین پر جا ٹھہری۔ گیسٹ روم کی فیڈ اب بھی چل رہی تھی۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کمرے میں آخر ایسا کیا تھا جو اس کی توجہ بار بار اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ اسکارلٹ نے کمبل کو نیند میں ذرا مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹ لیا۔ ایڈرین کی نظریں اس کے چہرے پر ٹھہر گئیں۔ نیند کے خمار میں ڈوبی اس کی بڑی بڑی آنکھیں بند تھیں مگر ان آنکھوں کا تصور بھی جیسے ایڈرین کے ذہن سے جانے کو تیار نہیں تھا۔ وہ کرسی پر قدرے پیچھے ہو گیا۔ ایک ہاتھ میں کافی کا مگ تھا جبکہ دوسرے ہاتھ کو اس نے اپنے چہرے کے قریب لا کر سائیڈ پر رکھ لیا جیسے خود کو اسکرین کی روشنی سے نہیں بلکہ اپنی ہی نظروں سے چھپا رہا ہو۔ فائل اس کے سامنے کھلی رہی۔۔۔ کافی آہستہ آہستہ ختم ہوتی رہی۔۔۔ مگر اس کی توجہ بار بار اسی ایک منظر کی طرف لوٹتی رہی۔ رات گہری ہوتی گئی اور ایڈرین نے اپنی فائلز، کافی اور اُس خاموش اسکرین کے درمیان پوری رات گزار دی۔ اسکرین پر چلتا ہوا اسکارلٹ کا پرسکون چہرہ اس رات اس کا پسندیدہ منظر بن چکا تھا۔

*_________*________*

رات کے آخری پہر کا سکوت پورے وائٹ پیلس پر چھایا ہوا تھا۔ بلند و بالا عمارت کے طویل برآمدوں میں جلتی مدھم روشنیاں سنگِ مرمر کے فرش پر زرد لکیریں بکھیر رہی تھیں۔ ہر طرف ایسی خاموشی طاری تھی جیسے وقت نے بھی اپنی رفتار روک دی ہو۔ اسکارلٹ ایک طویل راہداری میں کھڑی تھی۔ اس کے قدموں تلے سفید سنگِ مرمر کا فرش تھا جبکہ دونوں جانب بلند دیواروں پر سیاہ اور سنہری فریم آویزاں تھے۔ چھت سے لٹکتے قدیم فانوسوں کی مدھم روشنی ان فریموں کی سطح پر منعکس ہو رہی تھی۔ اس نے گردن موڑ کر دائیں جانب دیکھا تو ایک بڑے فریم کے اندر پانی کی سطح جیسی کوئی چیز دکھائی دی جس پر ہلکی ہلکی لہریں ابھر رہی تھیں حالانکہ راہداری میں ہوا کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اسکارلٹ حیرت سے اس کے قریب ہوئی۔ فریم کے اندر کسی نامعلوم مقام کا منظر دکھائی دے رہا تھا بلند و بالا عمارتیں، پتھر سے بنی محرابیں اور دور تک پھیلا ایک سنسان راستہ۔ اس نے بائیں جانب موجود دوسرے فریم کی طرف دیکھا تو وہاں بھی پانی کی سطح جیسی ایک شفاف تہہ دکھائی دی جس کے پیچھے ایک بالکل مختلف منظر موجود تھا۔ دونوں فریم کسی عام تصویر یا آئینے کی مانند نہیں تھے۔ ان کی سطح پر پانی کی باریک لہریں مسلسل حرکت کر رہی تھیں جیسے ان کے پیچھے کوئی دوسری دنیا سانس لے رہی ہو۔ اسکارلٹ نے دوبارہ دائیں جانب والے فریم میں جھانکا۔ اس بار اس کی سطح پر ایک وسیع محل کا عکس ابھرا۔ سفید ستون، بلند محرابیں اور ایک طویل راہداری۔ اس کے دل میں عجیب سی مانوسیت جاگی جیسے وہ اس جگہ کو پہلے بھی دیکھ چکی ہو۔ تبھی بائیں جانب والے فریم سے ایک مدھم آواز ابھری۔

"اسکارلٹ۔۔۔" وہ چونک کر پلٹی۔ راہداری میں اس کے سوا کوئی موجود نہیں تھا۔ اس نے چند لمحے خاموشی سے ارد گرد دیکھا پھر دوبارہ فریم کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس کی سطح پر لہریں قدرے تیز ہو گئی تھیں جیسے کسی نے دوسری جانب سے پانی کو چھولیا ہو۔

"اسکارلٹ۔۔۔ ادھر آؤ۔" اس بار آواز پہلے سے زیادہ واضح تھی۔ اسکارلٹ کے قدم بے اختیار فریم کی جانب بڑھنے لگے۔ وہ اس کے بالکل سامنے جا رکی۔ پانی جیسی سطح پر ایک لڑکی کا دھندلا عکس ابھر رہا تھا۔ اس کے سرخ بال چہرے کے گرد بکھرے ہوئے تھے مگر نقوش واضح نہیں تھے۔ اسکارلٹ نے ہچکچاتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔ اس کی انگلیاں فریم کی سطح سے چھوئیں تو پانی میں لہریں پھیل گئیں۔ اس نے ہاتھ پیچھے کھینچنا چاہا مگر اسی لمحے دوسری جانب سے کسی نے اس کی کلائی تھام لی۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ اگلے ہی لمحے ایک زبردست کھنچاؤ محسوس ہوا اور اس کا جسم فریم کی سطح میں دھنسنے لگا۔ اسکارلٹ نے آزاد ہونے کی کوشش کی مگر اس کے قدم فرش سے اٹھ چکے تھے۔ پانی جیسی شفاف سطح اس کے گرد پھیل گئی۔ ایک لمحے کے لیے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرے پانی میں ڈوب رہی ہو مگر اس کے کپڑے خشک تھے اور وہ سانس بھی لے سکتی تھی۔ پھر اچانک اس کے قدم کسی سخت سطح سے ٹکرائے۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے آگے گری اور دونوں ہاتھ فرش پر رکھ کر خود کو سنبھالا۔ چند لمحوں تک وہ اسی حالت میں رہی پھر آہستہ سے سر اٹھایا۔ اس کے سامنے ایک طویل راہداری پھیلی ہوئی تھی۔ سفید سنگِ مرمر کا فرش، بلند دیواریں، قدیم فانوس اور دونوں جانب آویزاں بے شمار فریم۔ اسکارلٹ

نے گھبرا کر پیچھے دیکھا مگر وہاں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ صرف ایک ہموار دیوار تھی جیسے یہاں کبھی کوئی راستہ ہی نہ ہو۔

"یہ۔۔۔ کہاں آگئی میں؟" اس کی آواز خالی راہداری میں گونج کر رہ گئی۔ اس نے دوبارہ سامنے دیکھا۔ دونوں جانب موجود فریموں کے اندر پانی کی سطح اب بالکل ساکت تھی۔ ان کے پیچھے مختلف مناظر دکھائی دے رہے تھے مگر کسی میں بھی واپسی کا راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اچانک کہیں دور سے کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ اسکارلٹ کا جسم تن گیا۔ آواز راہداری کے آخری سرے سے آرہی تھی۔ اس نے محتاط قدموں سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ ہر قدم کے ساتھ اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس شدت سے ہونے لگا مگر جب بھی وہ پلٹ کر دیکھتی وہاں کوئی نہیں ہوتا۔ وہ ایک فریم کے قریب سے گزری تو اس کی نگاہ بے اختیار اس کے اندر موجود منظر پر جا ٹھہری۔ ایک قدیم کمرہ دکھائی دے رہا تھا جس کے وسط میں لکڑی کی کرسی رکھی تھی۔ اسکارلٹ نے غور سے دیکھا تو کرسی پر کسی کے بیٹھے ہونے کا گمان ہوا مگر اگلے ہی لمحے وہ جگہ خالی دکھائی دینے لگی۔ اس نے بے اختیار پلکیں جھپکیں۔ اگلے ہی لمحے اس کی سانس رک گئی۔ کرسی پر اب ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ اس کے سرخ بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اور گردن ایک غیر فطری زاویے پر جھکی ہوئی تھی۔ اسکارلٹ خوف سے پیچھے ہٹی فریم کے اندر موجود لڑکی نے آہستہ سے اپنا سر اٹھایا اور سیدھا اسے دیکھنے لگی۔ اس کے ہونٹ حرکت کرنے لگے۔

''واپس چلی جاؤ۔۔۔''اسکارلٹ کے قدم وہیں جم گئے۔

''کیا؟''لڑکی کے چہرے پر خوف پھیل گیا۔اس نے دونوں ہاتھ شیشے پر رکھ دیے اور بے چینی سے سر ہلانے لگی۔

''وہ تمہیں دیکھ چکا ہے!ل''اچانک فریم کی سطح پر زوردار ارتعاش پیدا ہوا۔لڑکی نے شیشے پر ہاتھ مارا تو اس کی آواز راہداری میں گونج اٹھی۔

''بھاگو''اسی لمحے راہداری کے آخری سرے سے ایک بھاری آواز ابھری۔

''اسکارلٹ۔۔۔''وہ جھٹکے سے پلٹی دور اندھیرے میں دو سرخ آنکھیں روشن ہو رہی تھیں۔اس کا دل جیسے سینے میں رک گیا۔وہ آنکھیں آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگیں۔اسکارلٹ نے پیچھے ہٹنا چاہا مگر اس کے قدموں میں جیسے جان ہی نہ رہی ہو۔

اچانک اس کے پیچھے موجود فریم سے کسی نے زور سے شیشہ پیٹا۔اسکارلٹ چیخ کر پلٹی۔فریم کے اندر وہی لڑکی اب شیشے سے چپکی ہوئی تھی۔اس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھیں اور ہونٹ مسلسل حرکت کر رہے تھے۔

''آنکھیں بند کر لو''اسکارلٹ ابھی کچھ سمجھ بھی نہ پائی تھی کہ راہداری میں ایک ایسی چیخ گونجی جو انسانی آواز سے مشابہ نہیں تھی۔اس نے خوف سے آنکھیں میچ لیں۔چند لمحوں بعد اسے اپنے سامنے کسی کی

موجودگی محسوس ہوئی۔ ہوا اچانک یخ بستہ ہو گئی تھی اور اس کے کانوں کے قریب کسی کی بھاری سانسیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ سرخ آنکھوں والا وجود اب اس کے بالکل سامنے تھا۔ اس کا چہرہ سائے میں چھپا ہوا تھا مگر اس کے ہونٹوں پر بھیانک مسکراہٹ ابھر رہی تھی۔ اسکارلٹ نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی وجود نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اس کی سرد انگلیاں اسکارلٹ کی گردن کو چھونے ہی والی تھیں کہ

”آآآہ!“ اسکارلٹ جھٹکے سے بستر پر اٹھ بیٹھی۔

اس کی سانس بری طرح پھولی ہوئی تھی۔ ماتھے پر پسینے کی باریک بوندیں چمک رہی تھیں اور اس کے ہاتھ چادر کو اس قدر مضبوطی سے بھینچے ہوئے تھے کہ انگلیوں کے پور سفید پڑ گئے تھے۔ چند لمحوں تک وہ بے حس و حرکت بیٹھی رہی پھر گھبرا کر اپنے ارد گرد دیکھا۔ وہ اپنے کمرے میں تھی۔ وائٹ پیلس کا وہی وسیع کمرہ، سامنے کھڑکیوں پر گہرے پردے، دیوار پر لگی گھڑی اور بستر کے قریب رکھا لیمپ ہر چیز اپنی جگہ موجود تھی۔

اس نے ایک گہری سانس لینے کی کوشش کی۔

''خواب تھا۔۔۔''اس نے بمشکل سرگوشی کی۔''صرف ایک خواب۔''اس نے اپنے گلے میں موجود لاکٹ کو چھوا جیسے اس کی موجودگی سے خود کو یقین دلانا چاہتی ہو کہ سب کچھ معمول کے مطابق ہے۔اس کی نگاہ کمرے کے سامنے والے حصے پر جا ٹھہری۔اس کا جسم یکایک تن گیا پردوں کے قریب کوئی کھڑا تھا۔ایک لمبا، سیاہ وجود اسکارلٹ کی سانس حلق میں اٹک گئی۔اس نے پلکیں جھپکیں مگر وہ اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا۔اس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو بھی منظر تبدیل نہیں ہوا۔اس کا چہرہ مکمل طور پر سائے میں چھپا ہوا تھا مگر آنکھوں کے مقام پر دو سرخ نقطے نمایاں ہونے لگے۔وہی سرخ چمک۔۔۔۔وہی آنکھیں۔۔۔۔۔اسکارلٹ کے ہونٹ بے اختیار کھل گئے۔

''نہیں۔۔۔''وجود نے آہستہ سے اپنا سر اس کی طرف موڑا۔اسکارلٹ نے بستر کی چادر مزید مضبوطی سے پکڑی۔اس کے ذہن میں ابھی ابھی دیکھا گیا خواب کسی خوفناک یاد کی طرح تازہ ہوا تھا۔وہی وجود، وہی آنکھیں، وہی تاریکی۔ مگر یہ کیسے ممکن تھا؟ وہ تو جاگ رہی تھی۔اس نے خود کو یقین دلانے کے لیے اپنے بازو پر ناخن گاڑے۔درد کی ایک تیز لہر اٹھی اور اس کی آنکھوں میں خوف مزید گہرا ہو گیا۔یہ خواب نہیں تھا۔وجود نے ایک قدم آگے بڑھایا۔فرش پر اس کے قدموں کی مدھم آواز ابھری۔ اسکارلٹ کے منہ سے ایک تیز چیخ نکلی جو پورے وائٹ پیلس کی خاموشی چیرتی ہوئی دور تک پھیل گئی۔وجود اپنی جگہ رک گیا۔چند لمحوں تک کمرے میں صرف اسکارلٹ کی بے ترتیب سانسیں سنائی دیتی

رہیں۔ پھر اس وجود نے آہستہ سے اپنا سر اٹھایا۔اس کی سرخ آنکھیں ایک لمحے کے لیے مزید روشن ہوئیں۔

اور اگلے ہی لمحے کمرے کی تمام روشنیاں اچانک بجھ گئیں۔ اندھیرے میں اسکارلٹ کو اپنے بستر کے بالکل قریب کسی کی سانس محسوس ہوئی۔ بہت سرد۔۔۔۔۔ بہت قریب۔۔۔۔۔ پھر اس کے کان کے پاس ایک سرگوشی ابھری۔ ''اسکارلٹ۔۔۔''

اس کا پورا وجود لرز اٹھا۔ ''تم نے مجھے دیکھا تھا ہے نا؟'' اسکارلٹ کی چیخ دوبارہ بلند ہوئی۔ مگر اس بار وائٹ ویلا کی خاموشی پہلے سے بھی زیادہ گہری تھی۔

--------------------*

To Be Continued